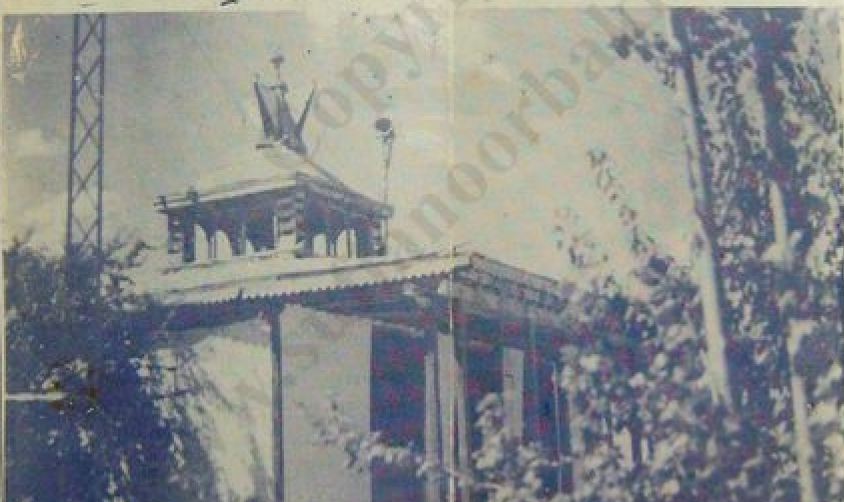
ماہنامہ
نوائے صوفیہ
انٹرنیشنل
اسلام آباد

شمارہ نمبر ۴۸ | مئی ۱۹۹۹ء | قیمت بارہ روپے

صوفی محمد ابراہیم صاحب سرپرست



خانقاہ صوفیہ نوربخشیہ گلاب پور شگر

نوائے صوفیہ باشد علم بردار راہ حق

سرودہ دکتر محمد حسین تسبیحی رہا محقق مرکز تحقیقات فارسی ایران

نوای صوفیه باشد علم بردار عرفانی / سخن از عشق حق گوید، به جان و دل گل افشانی
نوای صوفیه آمد مثال گل شده خوشبو / طریق نوربخش است و جهان پاک ایمانی
ببین غازی محمد را نعیم عشق حق جوید / به کوشش راه حق پوید رود راه سخندانی
نعیم جنت عرفان، نوای صوفیه آمد / به کاروبار عرفانی کند تفسیر قرآنی
طبیب جان و دل باشد همین مرد جوان غازی / کمال او بود شعر و سخن از لطف یزدانی
شده بنیان گزار این نوای صوفیه غازی / به همت کرده همراهی، به نعمت گشته او بانی
خدا یارش بود هر جا، نعیم غازی دانا / که دارد مسلک خوبان، نقیب روح ریحانی
ابوالعرفان علامه محمد شد بشیر حق / مدیر و ناشر آمد این امیر ملک عرفانی
همو علامه دوران، همو داننده ایمان / همو فخر همه مردان، همو چون ماه ماهانی
بسی کوشش کند هر دم، ابوالعرفان علامه / که باشد عالم عرفان، حقیقت را جهانبانی
نوای صوفیه دارد صدای نوربخشیه / به گلگیت و به اسکردو بود مشهور و نورانی
نوای صوفیه گوید: همه گویای حق باشد / کند روشن به حرف حق، طریق و راه ظلمانی
تصوف را کند احیاء مقالات دل انگیزش / به شعر و نثر عرفانی، دهد نور خدادانی
همان سید علی آمد امیر راه حق جویان / به کشمیر محبت آمده آن شاه همدانی
مقامات تصوف را نوای صوفیه گوید / شریعت را کند روشن به حق و حکم انسانی
رموز عاشقی باشد، نشان حق شناسی ها / بیا ای مرد حق بشنو، سخن از مرد روحانی
همه پیوسته عرفان، همه جوینده ایمان / همه خواننده قرآن، همه با عهد و پیمانی
نوای صوفیه باشد علم بردار راه حق / مسائل را کند حل و دهد ذوق نواخوانی
علی مشکل گشا آمد برای نوربخشی ها / محمد مصطفیٰ باشد اصول حق شناسانی
امامان و صحابه هم امیران محبت ها / به تعلیم و تعلم آمدند اصل مسلمانی
نوای صوفیه گوید: صداقت پیشه کن مؤمن / که از صدق و صفا آید دل و جان را خوش الحانی
بود ذاکر حسین ذاکر ادیب و شاعر و صوفی / بود از کاروان نور او خورشید تابانی
شده جی ایچ به معروفی گل باغ محبت ها / دهد ترتیب و نظم کاتب و مکتوب سلطانی
تصوف آمده جان و دل بنده - رها - هر جا / خدایا کن نصیب من که باشم مرد میدانی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

احیائے تصوف کا علمبردار اور اتحاد بین المسلمین کا نقیب

ماہنامہ نوائے صوفیہ انٹرنیشنل

شمارہ نمبر ۴۸ قیمت بارہ روپے مئی ۱۹۹۹ء

بانی: ڈاکٹر غازی محمد نعیم ' مدیر: علامہ محمد بشیر ' آرٹ ڈیزائننگ: جی ایچ معروفی

نوائے صوفیہ میں چھپنے والے تمام مضامین اور خبروں کی ذمہ داری مضمون نگار اور نامہ نگار حضرات پر عائد ہوتی ہے

خط و کتابت کا پتہ: 358-A سیکٹر نمبر G-6/1-1 اسلام آباد پاکستان

فہرست مضامین

تفکر و تذکر (گزشتہ سے پیوستہ)

تلاش و تکمیل ذات

ڈاکٹر غازی محمد نعیم ایم۔ اے

قرآن مجید میں ارشاد خداوندی ہے۔

ان الذین لا یرجون لقآء نا و رضوا بالحیوۃ الدنیا و اطمانوا بھا والذین ھم عن ایتنا غفلون 0 اولٓئک ماوھم النّار بما کانوا یکسبون 0 ان الذین امنوا و عملوا الصّلحت یھدیھم ربّھم بایمانھم ج تجری من تحتھم الانھر فی جنّت النّعیم 0

تحقیق جو لوگ ہماری ملاقات کی امید نہیں رکھتے اور دنیا کی زندگی پر راضی اور مطمئن ہوئے وہ ہماری نشانیوں سے غافل ہیں۔ یہ لوگ جو کچھ کماتے ہیں اس کے بدلے میں ان کا ٹھکانہ نار جہنم ہوگا۔

تحقیق جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کئے ان کو ان کا رب ان کے ایمان کے سبب ہدایت کا راستہ دکھائے گا اور وہ ان نعمت والے باغوں میں رہیں گے جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہوں گی۔

"تلاش و تکمیل ذات" کے موضوع پر بات ہو رہی تھی۔

انسان چاہے خواہ وہ جو بھی ہے اور جہاں بھی ہے ایک حیات مستعار گزار کر انجام کار فنا و عدم سے ہمکنار ہو جاتا ہے۔ موت اس دنیا کی سب سے زیادہ یقینی حقیقت ہے لیکن عام طور پر اس سے صرف نظر کیا جاتا ہے۔ اسی طرح زندگی بھی ایک حقیقت ہے لیکن اس حقیقت کے بارے میں تفکر کی بہت کم لوگوں کو عادت ہے۔ اکثر انسانوں کو اس سوال سے چنداں کوئی غرض نہیں ہوتا کہ زندگی کی حقیقت اور غرض و غایت کیا ہے؟ ان کی سوچ کا محور ان کی حیاتیاتی حوائج ہیں مثلاً غذا، پوشاک، رہائش، امن، سکون وغیرہ۔ بلاشبہ یہ انسان کی بنیادی ضرورتیں ہیں چنانچہ ایک ایسے آدمی کو جسے کھانے کو روٹی میسر نہ ہو دین و مذہب اور فلسفہ و ادب سے چنداں دلچسپی نہیں ہوتی۔ بقول شاعر

جب تک نہ اس گڑھے میں پڑے آ کے خاک دھول
سوجھے دھرم نہ دین نہ اللہ نہ رسول

بھوک اور خوف ایسی مہیب حقیقتیں ہیں کہ جن کی تسکین کے بغیر کسی بھی انسان کے لئے اعلیٰ مقاصد حیات کے بارے میں فکر اور تگ و دو کرنا ناممکن ہوتا ہے۔ لیکن المیہ یہ ہے کہ انسانوں کو ان بنیادی حوائج سے فراغت حاصل ہونے کے بعد بھی وہ اپنے مقصد تخلیق سے غافل رہتے ہیں اور حرص و ہوا کے ایک گھن چکر میں پڑ کر حقیقت کی تلاش کئے بغیر اس دار فانی سے رخصت ہو جاتے ہیں۔

اس سے قبل کی بحث میں ہم نے لوگوں کو فکری اعتبار سے تین گروہوں میں تقسیم کیا تھا مگر عملی طور پر انسان دو قسموں کے ہی ہوتے ہیں جن کا تذکرہ کہ اللہ پاک نے مندرجہ بالا آیت کریمہ میں کیا ہے۔ ان میں سے ایک گروہ ان لوگوں کا ہے جو اللہ تعالیٰ کو مانتا ہے اور مرنے کے بعد اس کے حضور پیش ہونے اور اس سے ملاقات پر یقین رکھتا ہے پس وہ اپنے حیات فانی کے لمحات اس دن کی تیاری میں صرف کرتے ہیں جب خالق حقیقی کے آگے سرخروی پانا اس کی سب سے بڑی کامیابی ہوگی۔ اس مقصد کے حصول کے لئے وہ اللہ پر ایمان

لانے کے علاوہ اس کی رضا کے لئے اس کے احکام و فرامین کے مطابق عمل خیر بھی بجالاتے رہتے ہیں۔

دوسری طرف وہ لوگ ہیں جنہیں اپنے خالق سے ملاقات کا چنداں یقین نہیں ہوتا پس وہ اپنی حیات چند روزہ کے مادی فوائد اور لذائذ سے زیادہ سے زیادہ متمتع ہونا چاہتے ہیں۔ ان کی جدوجہد کا تمام تر مرکز حصول مال وزر اور حصول آسائش حیات ہوتا ہے۔ ایسا انسان جو اللہ تعالیٰ کے حضور پیش ہونے پر یقین نہ رکھے دنیا کی زندگی میں بظاہر کامیاب نظر آنے کے باوجود خسارے کا شکار ہوں گے۔ اور دنیوی منفعت کے لئے ان کی جدوجہد اخروی زندگی میں انہیں چنداں فائدہ نہ دے گی۔

فائدہ چاہے دنیوی ہو یا اخروی اس کے حصول کے لئے بنیادی شرط تو تفکر ہے۔ تفکر کی ایک صورت غیر اختیاری ہے جس کا بیان اوپر ہو چکا ہے یعنی بھوکے کو روٹی کی فکر خود بخود لاحق ہو جاتی ہے اور اس کے لئے وہ تگ و دو بھی بغیر کسی کے مشورے کے شروع کر دیتا ہے۔

جبکہ تفکر کی دوسری قسم اختیاری ہے۔ جبکہ اس اختیار سے غیر ضروری ہے کہ اس کے بغیر بھی معاملات زندگی جوں توں نبٹ جاتے ہیں مگر زندگی لاپرواہ انداز سے گزارنا ایسی غفلت ہے جس کا انجام ندامت و پشیمانی کی صورت میں سامنے آئے گا۔ اس لئے انسان کے لئے خود اپنی حیات اور ہر تخلیق کی حقیقت کے بارے میں غور و فکر کرنا بھی لازمی قرار پاتا ہے۔ اس تفکر کے نتیجے میں اس کو حقیقت کا ادراک حاصل ہوتا ہے جسے عرفان کہتے ہیں۔ عرفان کی پہلی منزل عرفان ذات ہے اور آخری منزل عرفان رب ہے۔ یہ ایک سیڑھی ہے جس کے آخری زینے تک پہنچنے کے لئے پہلے زینے پر قدم رکھنا ضروری ہوتا ہے اس لئے آدمی کو سب سے پہلے اپنی ذات کا عرفان حاصل کرنا ہوگا اور جب یہ عرفان حاصل ہوگا تو اس پھر اس کے لئے اپنے رب کو پہچاننا بھی چنداں مشکل نہ رہے گا جیسا کہ اس حدیث نبوی ﷺ سے یہ بات واضح ہے۔

من عرف نفسه فقد عرف ربه

جس نے اپنے نفس کو پہچانا اس نے اپنے رب کو پہچانا۔

یعنی پہلے تلاش ذات کا مرحلہ آتا ہے اور جب انجام کار انسان کو عرفان رب حاصل ہوتا ہے تو یہ اس کی تکمیل ذات کا مرحلہ ہے۔

ہم اس سے پہلے کے شماروں میں اپنا یہ نقطۂ نظر پیش کر چکے ہیں کہ سب سے پہلے آدمی کو اثبات ذات کرنا چاہئے۔ یعنی آدمی خود اپنی قدر و قیمت کو پہچانے اور اپنے آپ کو بے حیثیت اور بے وقعت نہ جانے۔ وہ انسان جس کو خالق حقیقی نے اشرف المخلوقات بنایا اور جس کے کندھوں پر اپنا بار امانت رکھا اور جس کو زمین پر اپنا خلیفہ بناکر فضیلت کا تاج پہنایا وہ بے حیثیت اور بے وقعت کیوں کر ہو سکتا ہے؟ پس سب سے پہلے آدمی کو اپنی قدر و قیمت کا احساس ہونا چاہئے اور پھر ان ذمہ داریوں کا ادراک ہونا چاہئے جو خالق حقیقی نے اسے سونپی ہیں

اصلِ مدعا ہر قسم کی تفسیر اور تشریح سے صرف نظر کرتے ہوئے ہم چند جملوں میں اپنا مدعا سمیٹنا چاہتے ہیں۔ ہم سب جانتے ہیں کہ یہ خوبصورت زندگی ہمیں صرف ایک بار ملتی ہے دوبارہ ہم اس دنیا میں کبھی نہ آئیں گے اس سے اس زندگی کو ضائع ہونے سے بچاتے ہوئے اپنے لئے کوئی نہ کوئی اعلیٰ و ارفع منزل کا تعین کر لینا چاہئے۔ پھر ہمیں ان صلاحیتوں کا کھوج لگانا چاہئے جو خدا تعالیٰ نے ہم میں ودیعت کر رکھی ہیں اور پھر اپنی خودی اور اپنے خدا کے بھروسے پر اپنے متعین کردہ منزل و مقصدِ حیات کے حصول کے لئے سعی مسلسل میں مگن ہو جانا چاہئے۔ خود شناسی سے خدا شناسی تک کے اس سفر کی اہمیت کو شاعر نے یوں بیان کیا ہے۔

مباش از جستجوئے خویش نومید
ہمیں نور است رہبر تا بہ خورشید

اس مختصر سے بیان کے سیکڑوں مضمرات ہیں جن پر انشاء اللہ تعالیٰ آئندہ شماروں میں تفصیلی گفتگو ہوگی۔ (جاری ہے)

انٹرنیٹ پر نوائے صوفیہ، سلسلۃ الذہب اور مسلک نوربخشیہ بذریعہ درج ذیل ہے۔

1. http://www.geocities.com/Athens/Crete/2994
2. http://www.geocities.com/Tokyo/Gulf/4954

الکتاب (گزشتہ سے پیوستہ)

قرآن مجید

عبدالحمید ایم۔ اے، بی۔ ایڈ

یکاد البرق یخطف ابصارھم ط کلما اضاء لھم مشوا فیہ و اذا اظلم علیھم قاموا ط ولو شاء اللہ لذھب بسمعھم و ابصارھم ط ان اللہ علی کل شیء قدیر 0

الفاظ و معانی:

البرق	بجلی
یخطف	اچک لے۔ چھین لے
ابصارھم	ان کی نگاہیں
اضاء لھم	روشن ہوئی ان کے لئے
مشوا	چلتے ہیں ۔ فعل ماضی بمعنی مضارع کے ہے۔
اذا اظلم	جب اندھیرا ہوتا ہے۔
قاموا	کھڑے ہو گئے۔

ترجمہ:

قریب ہے کہ بجلی ان کی بصارت چھین لے۔ جب (ان منافقین کے لئے روشنی ہو جائے تو اس میں چلنے لگتے ہیں اور جب ان پر اندھیرا چھا جائے تو وہ کھڑے ہو جاتے ہیں۔ اگر اللہ چاہتا تو ان کی قو..۔ شجاعت اور بصارت لے جاتا ہے شک اللہ ہر چیز پر قدرت رکھنے والا ہے۔

تشریح:

اس آیت کریمہ میں اسلام کی تعلیمات کو بجلی سے تشبیہ دی گئی ہے۔ جس طرح تیز بجلی کی چمک سے آنکھیں خیرہ ہو جاتی ہیں اسی طرح اسلامی تعلیمات کی روشنی اور اس کے انوار سے منافقین کی بصیرت خیرہ ہو جاتی ہے اور انہیں کچھ بھائی نہیں دیتا۔ منافقین کی مثال اس اندھیری رات کے مسافر کی طرح ہے جسے اندھیرے میں کچھ بھائی نہیں دیتا۔ جب کہیں سے راستے میں روشنی ہو جائے تو وہ اس میں چلنے لگتے ہیں اور جب اندھیرا ہو جائے تو کھڑے ہو جاتے ہیں۔ منافقین بھی اسلام کی فتوحات اور کامیابیاں دیکھتے ہیں تو دنیاوی مفاد کی خاطر مسلمانوں کے ساتھ ہو لیتے ہیں اور جب مشکل وقت آ جائے یا جہاد کا حکم ہو جائے تو پیچھے ہٹ جاتے ہیں اور جان چھڑانے کی کوشش کرتے ہیں۔ روز قیامت بھی ان کا یہی حال ہو گا۔ اور جب لوگوں کو ان کے ایمان کا نور عطا ہو گا بعض کو میلوں تک نور ہی نور دکھائی دے گا اور بعض کو کچھ کم اور بعض کو زیادہ نور عطا ہو گا اور بعض کیلئے نور کچھ دیر کے لئے عطا ہو گا تو وہ اس میں چلنے لگیں گے اور جب پھر جب ان کا نور ختم ہو گا تو وہ کھڑے رہ جائیں گے۔

چنانچہ مؤمنوں کے بارے میں اللہ تعالی نے ارشاد فرمایا

یوم تری المؤمنین و المؤمنات یسعی نورھم بین ایدیھم

اس (قیامت کے) دن تمہیں نظر آئے گا کہ مؤمن مرد عورتوں کے آگے نور چمک رہا ہو گا۔ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ بعض لوگوں

کو مدینے سے لے کر عدن تک نور ملے گا۔ بعض کو کھجور کے درخت جتنا، کسی کو قد آدم جتنا اور کسی کو صرف اتنا نور ملے گا کہ اس کا انگوٹھا ہی روشن ہو گا۔ کبھی روشن ہو گا اور کبھی بجھ جائے گا۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ قلب انسانی چار قسموں کے ہیں۔

۱۔ روشن صاف دل جو روشن چراغ کی طرح چمک رہا ہو یہ مؤمن کا دل ہے جو پوری طرح نورانی ہے۔

۲۔ دوسرا وہ دل جو غلاف آلود ہے۔ یہ کافر کا دل ہے جس پر پردے پڑے ہوئے ہیں۔

۳۔ تیسرا وہ دل جو الٹا ہے یہ اس منافق کا دل ہے جو حق کو جانتا ہے مگر انکار کرتا ہے۔

۴۔ چوتھا اس منافق کا دل ہے جس میں ایمان اور نفاق دونوں جمع ہوں (جیسا کہ مذکورہ آیت کریمہ میں بیان ہوا ہے)۔

صوفیہ نوربخشیہ کا انداز طلب نور:

چنانچہ سلسلہ صوفیہ نوربخشیہ کے بزرگان نبی کریم ﷺ سے اپنی دعا المعروف "دعائے صبحیہ" میں اللہ تعالیٰ سے نور کی طلب کچھ اس انداز سے کرتے ہیں۔

اللھم اجعلنی نوراً فی قلبی و نوراً فی سمعی و نوراً فی بصری الخ

"اے اللہ تو میرے دل کو نور عطا فرما اور میرے کانوں کو نور عطا فرما اور میری آنکھوں کو نور عطا فرما اور میرے بالوں کو نور عطا فرما اور میرے خون میں نور پیدا فرما اور میری جلد میں نور عطا فرما اور الغرض میرے جملہ اعضاء کو نور بنادے۔ چنانچہ آج بھی سلسلۃ الذہب صوفیہ کے پیروکاران روزانہ قبل از نماز فجر معمول کے ساتھ جملہ مساجد میں نہایت سوز و گداز کے عالم میں اس نورانی دعا کا چشم تر کے ساتھ ورد کرتے ہیں یہی سبب ہے کہ یہ سلسلہ نوربخشیہ کہلاتا ہے اس سلسلے کے لوگ نور بین بھی ہیں نوردان بھی ہیں اور نور بخش بھی ہیں۔

آیت کریمہ کے آخر میں اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت کاملہ کا ذکر فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ چاہے تو ان کی منافقت کی سزا میں ان کی سماعت اور بصارت کو ختم کر دے مگر اللہ نے انہیں مہلت عطا کی ہے کہ وہ اسلام کی تعلیمات کو من و عن قبول کریں تاکہ ان کے تذبذب میں پڑے ہوئے دلوں کو ایمان کا نور عطا نصیب ہو سکے۔

(جاری ہے)

بقیہ — مجموعۂ شریعت محمدیہ

نام سے جانے جاسکتے ہیں۔

۳۔ مکرر پڑھنے کی حد بندی کی صورت یوں ہے کہ عوام میں شامل کوئی نماز گزار تکبیر احرام کے وقت اپنے دل کو حاضر نہ رکھ سکتا ہو تو اس کے لئے روا رکھا گیا ہے کہ وہ اپنے دل کو حاضر رکھنے کی خاطر تکبیر احرام کو ایک کے بجائے کئی بار کہے۔ مثلاً اگر وہ ایک بار تکبیر احرام کہنے سے اپنے دل کو حاضر نہ رکھ سکے تو دوبار کہے۔ اگر دوسری بار بھی اسے حضور قلب کی کیفیت حاصل نہ ہو جائے تو تیسری بار کہے۔ اسی طرح کل سات بار تک تکبیر احرام کو وہ مکرر دہرا سکتا ہے۔ تکبیر احرام کو مکرر دہرانے کی حد بندی گویا سات بار تک کی گئی ہے۔

(جاری ہے)

ایک ضروری وضاحت

سابقہ بعض شماروں میں مجموعۂ شریعت محمدیہ والے مضامین میں پروف ریڈنگ کا موقع نہ ملنے کی وجہ سے بعض جملے غیر مربوط بن گئے تھے ان جملوں کو مربوط کر کے پڑھا جائے مثلاً ایک غیر مربوط جملے کا تذکرہ کیا جاتا ہے کہ اپریل کے شمارے میں صفحہ نمبر ۶ پر تکبیر احرام کے متعلق عربی عبارتوں کے اردو ترجمے میں سطر نمبر ۳ میں ایک جملہ یوں آگیا ہے اگر لفظ نماز گزار لفظ "اللہ اکبر" کی ادائیگی سے عاجز ہو۔ اس جملے میں لفظ اگر کے بعد لفظ نماز گزار غلط ہے بلکہ درست صورت یوں ہے۔ اگر کوئی نماز گزار لفظ "اللہ اکبر" کی ادائیگی سے عاجز ہو الخ

اگر کسی قاری کو نوائے صوفیہ میں شائع شدہ کسی مقالے یا مضمون وغیرہ کے بارے میں وضاحت مطلوب ہو تو وہ مجھے تحریراً آگاہ کرنا نہ بھولے تاکہ کسی خاص موضوع کے بارے میں اٹھنے والے ممکنہ شکوک و شبہات کا ازالہ ہو سکے۔

فقہ (گزشتہ سے پیوستہ

مجموعۂ شریعتِ محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم

ابو العرفان علامہ محمد بشیر

فلذالک لا بدّ لکلّ من یّصلّی عامّاً او خاصّاً من ان یّحضر قلبه و یجتنب من الغفلة عندالنیّة و تکبیرة الاحرام و هذا ادنی الاحوال و اعلاها ان یّحضر قلبه فی الصّلواة کلّها لانه لا صلوٰة الاّ بحضور القلب فلذالک یجوز التکرار فی التکبیر الی سبع تکبیرات لاحضار القلب و لا یجوز اکثر من ذالک ان حضر و ان لّم یحضر

ترجمہ :

اسی لئے ہر ایک نماز گزار کے لئے خواہ ہو عام نماز گزار ہو یا خاص، نیت اور تکبیر احرام کے وقت اپنے دل کو حاضر رکھنا اور غفلت سے کنارہ کش رہنا ضروری ہے۔ یہ سب سے پست حالت ہے سب سے اونچی حالت پوری نماز میں اپنے دل کو حاضر رکھنا ہے کیونکہ دل کی حضوری کے بغیر کوئی نماز کامل نہیں ہو پاتی۔ اسی وجہ سے دل کو حاضر رکھنے کی خاطر تکبیر احرام کو سات بار مکرر کہنا روا ہے۔ اس سے

زیادہ کہنا روا نہیں ہے خواہ حضور قلب کی کیفیت حاصل ہو یا نہ ہو۔

وضاحت :

مندرجہ بالا عبارتوں میں امور ذیل کی وضاحت کی گئی ہے

۱۔ نماز گزار کی پست ترین کیفیت

۲۔ نماز گزار کی بلند ترین کیفیت

۳۔ مکرر پڑھنے کی حدبندی

تفصیل وضاحت

۱۔ نماز گزار فرد کی پست ترین کیفیت یوں ہے کہ وہ صرف نیت اور تکبیر احرام کے وقت اپنے دل کو حاضر رکھ سکتا ہو پھر آگے اختتام نماز تک حضور قلب کی کیفیت باقی نہ رہتی ہو بلکہ خیالات ماسوی اللہ میں بھی وہ نماز گزار گم ہو جاتا ہو۔ اس پست ترین کیفیت کے مصداق نماز گزار حضرات اس مقام پر عوام کہلائے جاتے ہیں اور وہ کمزور حالت کے حامل نماز گزاران کے نام سے جانے جاسکتے ہیں۔

۲۔ نماز گزار کی بلند ترین کیفیت یوں ہے کہ وہ نماز گزار نماز کے آغاز سے لے کر نماز کے اختتام پذیر ہونے تک اپنے دل کو حاضر رکھ سکتا ہو اور خیالات ماسوی اللہ کے تصور تک سے وہ بچ سکتا ہو۔ اس بلند ترین کیفیت کے مصداق نماز گزار حضرات اس مقام پر خواص کہلائے جاتے ہیں اور وہ قوی حالت کے حامل نماز گزاران کے

بقیہ صفحہ ۵ پر

احوال صوفیاء (گزشتہ سے پیوستہ)

حضرت شیخ علاؤالدولہ سمنانی رح

غلام حسن نوربخش فاضل عربی۔ ایم اے

آثار

علامہ ابن حجر کے حوالے سے ڈاکٹر عبدالرفیع حقیقت رفیع مقدمہ چہل مجالس میں لکھتے ہیں کہ آپ کی جملہ تصانیف کی تعداد تین سو مجلد ہیں۔ لیکن ان کے علاوہ ان کے مریدوں نے ان کے ملفوظات بھی جمع کیے ہیں، جن میں سے امیر اقبال سیستانی نے چہل مجالس کے نام سے ایک کتاب لکھی ہے جو ایران سے پہلی بار ۱۳۵۸ شمسی میں شائع ہو گئی ہے۔

معروف ایرانی سکالر احمد منزوی نے فہرست مشترک جلد سوم میں آپ کی کتابوں کی جو فہرست دی ہے اس میں ۲۳ کتابوں کا نام آیا ہے۔ (دیکھیے ص ۱۵۵۷)

مناظر الحاضر کے ناشر مشتاق علی نے مذکورہ کتاب کے مقدمے میں ۴۷ کتب و رسائل کے نام دیئے ہیں جو اس وقت مختلف لائبریوں میں موجود ہیں۔

۱۔ مطلع النقط و مجمع اللقط۔ یہ قرآن حکیم کے بعض مقامات کی عارفانہ تفسیر ہے جس کا قلمی نسخہ کتابخانہ ملی طہران میں موجود ہے۔ نمبر ۴۳۷ ہے۔

۲۔ سرالبال فی اطوار سلوک اہل الحال۔ یہ ۳۷ صفحات پر مشتمل ہے اور کتابخانہ سعید نفیسی تہران میں موجود ہے۔

۳۔ سلوۃ العاشقین و سکتۃ المشتاقین۔ ۳۸ صفحات پر حاوی ہے۔ سید محسن رضا لاہور فقیر خانہ نزد شاہی مسجد کے پاس محفوظ ہے۔ اس عرفانی رسالے کا اردو ترجمہ ماضی قریب میں ماہنامہ نوائے صوفیہ انٹرنیشنل اسلام آباد میں قسط وار شائع ہو چکا ہے۔

۴۔ رسالہ عرفانی۔ ۵۰ صفحات پر مشتمل ہے۔

۵۔ مشارع ابواب القدس و مراتع الانس۔ یہ کتاب سید حسین شمشہانی کے تصرف میں ہے۔

۶۔ مناظر المحاضر للمناظر الحاضر۔ کتابخانہ ملی ملک طہران نمبر ۲۹۷۳۰۔

۷۔ العروۃ لاھل الخلوۃ والجلوۃ یا عروۃ الوثقی ۱۳۶ صفحات پر مشتمل یہ کتاب کتابخانہ قدس رضوی مشہد ۲۰۳ تصوف کے تحت موجود ہے۔

۸۔ شطرنجیہ۔ ایضاً ص ۳۳۱

۹۔ آداب اسفرہ۔ دارالکتب قاہرہ شمارہ نمبر ۲۵۳ مجامیع طلعت

۱۰۔ ارشاد المومنین۔ کتابخانہ آصفیہ حیدرآباد دکن زیر نمبر ۱۳۹۹ تصوف

۱۱۔ ارشاد نامہ۔ کتابخانہ ملک طہران زیر نمبر ۲۰\۴۳۷

۱۲۔ بیان الاحسان لاھل العرفان۔ ۷\۲۸۴۴ مدرسہ سپہ سالار طہران۔ ۱۱۱ مجامیع فارسی دارلکتب مصر

۱۳۔ حتام المسک۔ ۱۱ مجامیع دارلکتب مصر

۱۴۔ خلوت کتابخانہ مجلس شورای ملی ۱۸\۳۶۹۰

۱۵۔ اقبالیہ کتابخانہ مجلس شورای ملی ۲۸۰\۳۳۵۵

۱۶۔ سربال ندوی الحال ۱۱ مجامیع فارسی والکتب مصر

۱۷۔ سکوت العاشقین۔ آصفیہ حیدرآباد دکن ۱۴۹۷ تصوف

۱۸۔ شرح حدیث ارواح المومنین۔ ۱۱ مجامیع فارسی دارلکتب مصر

۱۹۔ شرح فصوص الحکم ابن عربی۔ نمبر ۳۳۵۰ طہران یونیورسٹی

۲۰۔ فتح المبین لاھل الیقین ۱۱ مجامیع فارسی دارلکتب مصر

۲۱۔ فرحۃ العالمین و فرجۃ الکاملین ۱۷\۱۱م مجامیع فارسی دارلکتب مصر

۲۲۔ فوائد۔ ایضاً

۲۳۔ لمعات ملک طہران ۱۳\۹۰۹۶

۲۴۔ نامہ ہائے سمنانی۔ ملک طہران ۱۳\۳۱۹۰ برٹش میوزیم OR۹۴۲۵

۲۵۔ نقط مجلس طہران۔ سنا ۳\۹۶ مجلس ۱۳۰\۳۳۵۷

۲۶- وصیت ۱۹\۱۱ام مجامیع فارسی دار الکتب قاہرہ مصر

۲۷- اخلاق ۳۰ام مجامیع فارسی دار الکتب قاہرہ طہران

۲۸- نوریہ - یہ کتاب کتبخانہ گنج بخش اسلام آباد میں زیر شمارہ ۲۲۰۹ موجود ہے۔

۲۹- ذکر خفی المستجلب لاعرالوفی

۳۰- کتاب الفلاح

۳۱- مصابیح الجنان

۳۲- مکاشفات

۳۳- مقالات

۳۴- موارد الشوارد

۳۵- فصول الاصول

۳۶- فوائد العقائد

۳۷- مدارج المعارج

۳۸- نجم القرآن فی تاویلات القرآن

۳۹- رسالہ فی الفتوۃ

۴۰- مناظر المحاظر للمناظر الحاضر

۴۱- سر سماع

۴۲- لمعات

۴۳- نقطہ

۴۴- وصیت

۴۵- فتوت نامہ علاؤالدولہ سمنانی

راقم الحروف کی ذاتی لائبریری میں مندرجہ بالا فہرست میں مندرج کتب میں سے مندرجہ ذیل کتابیں موجود ہیں۔

۱- سلوۃ العاشقین

۲- مناظر المحاظر للمناظر الحاضر

۳- العروہ لاھل الخلوۃ

۴- شطرنجیہ

۵- آداب السفرہ

۶- بیان الاحسان لاھل العرفان

۷- اقبالیہ\ چہل مجالس

۸- ارواح المومنین

۹- فتح المبین لاھل الیقین

۱۰- نامہ ہای سمنانی

۱۱- سر سماع

۱۲- مالا بد منہ

وصال

آپ نے اپنی عمر کا آخری حصہ سمنان میں گزارا۔ اس دوران آپ کتابیں لکھنے، مریدوں کو تربیت دینے اور اشعار پڑھنے میں مصروف رہے۔ اسی دوران ۷۳۲ھ میں آخری حج ادا کیا۔ صوفی آباد سمنان میں آپ بروز جمعہ ۲۲ رجب ۷۳۶ھ کو وصال کر گئے۔ اس وقت آپ کی عمر ۷۷ سال ۲ مہینے اور ۴ دن تھی۔ تاریخ وفات یہ ہے۔

تاریخ وفات شیخ اعظم
سلطان محققان عالم
بیست و دوم مہ رجب بود
اندر شب جمعہ مکرم
از ہجرت خاتم النبیین
ہفتصد بگذشت و سی شش ہم

بر بوی وصال دوست جان داد
صد جان جہان فدای آن دم

مقدمہ چہل مجالس ص ۹
طرائق الحقائق جلد دوم ص ۱۵۳
مقدمہ خمخانہ وحدت ص ۳۵

آپ کے تاریخ وصال کے بارے میں اختلاف پایا جاتا ہے مفتی غلام سرور لاہوری نے ۲۱ رجب ۷۳۶ھ دی ہے۔ انہوں نے آپ کی تاریخ وفات بھی موزون کی ہے۔

جناب شیخ رکن الدین سمنانی شہ اکبر
کہ بود اندر جہان او راہنمای راہ حقانی
ز رکن الدین قریب آمد عیاں تاریخ تولیدش
سنین عمرش از عابد عیان میگردد از خوانی

سرچشمہ تصوف در ایران کے مصنف نے ۳ رجب اور صاحب مجالس المومنین نے ۲ رجب آپ کی تاریخ وفات بتائی ہے ہمارے خیال میں ۲۲ رجب ۷۳۶ کی تاریخ درست ہے۔ وفات کے وقت آپ اپنے تعمیر کردہ شہر "صوفی آباد" ہی میں مقیم تھے اور وہیں دفن ہوئے۔ جہاں آپ کا مزار اب تک مرجع خلائق ہے۔

تعارف صوفیہ نوربخشیہ

انور الکوری فاضل عربی، بی۔ اے، بی ایڈ

اصولی عقائد کی تفصیل

صوفیانہ اصولوں کے بنیادی اور مخفی حقائق کو بیان کرنے کے بعد اصولی عقائد کی بھی مختصر تفصیل ضروری سمجھتا ہوں کیونکہ اصولی عقائد سے ہی ایک مسلمان کے ایمانی اور اعتقادی مسائل و معاملات کا علم حاصل ہوتا ہے۔

علم کلام میں یہ نکتہ وثوق سے تسلیم کیا جاتا ہے کہ اصولی اور اعتقادی مسائل کا قرآن مجید ہی سے مستنبط ہونا ضروری ہے اور قرآنی مفاہیم کی روشنی میں ہی مسلمانوں کی ایمانی ضروریات کا تحفظ ہونا چاہئے۔ نیز ہر چیز کی نسبت خدا ہی کی طرف کرنا بھی منشائے ایزدی سے خالی نہیں ہے۔ اس لئے اعتقادی امور اور ایمانی اصولوں کو خدا ہی کے بتائے ہوئے اصولوں کی رہنمائی میں متعین کیا جانا چاہئے۔ اور بندوں کا وجود اور ان کا سرمایۂ وجود یعنی ایمان اور عقیدہ اللہ ہی کی خوشنودی کے لئے ہونا چاہئے۔

لہٰذا صوفیہ نوربخشیہ مسلک کے اصولی عقائد میں مؤمن کی اپنی باطنی پاکیزگی اور عظمت ایمانی کو برقرار رکھنے کے لئے خداتعالیٰ کے احکام کے عین مطابق ہی کلمہ بنائے ایمان کا نعرہ بلند کیا جاتا ہے اور ہر روز اس کا ورد کیا جاتا ہے۔ اگرچہ سابقہ قسط میں بنائے ایمان پر مجملاً روشنی ڈالی جاچکی ہے لیکن موجودہ تشریح کا مقصد یہ ہے کہ قرآن مجید ہی کے اعتقادی تقاضے اعتراف و اقرار کے زاویوں میں شامل ہو سکیں۔ اور میں یہ باور کرا سکتا ہوں کہ یہ اصول جنہیں ہم کلمہ بنائے ایمان سے یاد کرتے ہیں کسی انسانی دستور ساز اسمبلی کی منظور کردہ قوانین نہیں ہیں بلکہ امر خداوندی کی تعمیل کی ایک واضح ترین شکل ہیں جس کی صحت تقویم پر قرآنی شہادت کی مہر تصدیق ثبت ہے اور امروجوبی کے ساتھ اظہار کیا جارہا ہے کہ

صدائے قرآنی

یاایھا الذین آمنوا آمنوا باللہ و رسولہ و الکتاب الذی نزل علی رسولہ و الکتاب الذی انزل من قبل و من یکفر باللہ و ملٰئکتہ و کتبہ و رسلہ و الیوم الآخر فقد ضل ضلالا بعیداً ط

اے ایمان لانے والو اللہ کے رسول اور اس کی کتاب پر جو اس رسول پر نازل کی گئی اور ان کتابوں پر جو اس سے پہلے اتاری گئی ایمان لاؤ۔ اور اپنے ایمان کو ثابت اور برقرار رکھو۔ اور جو شخص اللہ پر اس کے فرشتوں پر، اس کی کتابوں پر، اس کے پیغمبروں پر اور آخرت کے دن پر (ایمان نہ لائے اور) انکار کرے تو وہ یقیناً دور کی گمراہی میں جاپڑے گا۔

اس لئے جملہ مؤمنین و مسلمین کے لئے ضروری ہوگیا کہ وہ ان بنیادی قرآنی عقائد پر مشتمل ارکان ایمان کو اپنائے اور انہی پر مضبوطی سے قائم رہیں۔

توضیحاتِ ارکان

اب ہم صوفیہ نوربخشیہ کے ارکان ایمان پر اجمالی طور پر

روشنی ڈالنے کی سعادت حاصل کرتے ہیں۔ ان ارکان پر سیر حاصل تبصرہ حضرت شاہ سید محمد نوربخشؒ نے اپنی شہرہ آفاق تصنیف "کتاب الاعتقادیہ" میں فرمایا ہے۔

رکن اوّل

رکن اوّل یعنی آمنت باللہ کا مطلب یہ ہے کہ بندوں کو چاہیے کہ وہ خدا تعالیٰ کی ذات پر ہی ایمان لائیں۔ لفظ اللہ اسم ذات باری ہے اور ایمان کی نسبت اور تعلق خدا ہی کی طرف ہے کسی صفت کا تذکرہ کرنے کی بجائے اسم ذات کا انتخاب اس لئے کیا گیا ہے کہ تمام صفات اسم ذات کی ماتحت ہیں اور ایمان بالذات کا نتیجہ ہیں جس کے نتیجے میں ایمان بالصفات خود بخود متحقق ہو جاتا ہے۔ اس لئے ایمان کے ارکان میں کسی ایک صفت خداوندی کی تخصیص بے معنی ہے ملحہ ذات کو چھوڑ کر صفات کی طرف جانا اصل پر فرع کو ترجیح دینے کے مترادف ہے جو خلاف عقل ہے چنانچہ حکم خداوندی ذات باری پر ایمان لانے کا ہے اس لئے باقی تمام صورتوں سے زیادہ اول اور صریح وزن دار چیز آمنت باللہ ہی ہے جو امر ربی کا تقاضا بھی ہے۔

رکن دوم

رکن دوم اللہ کے فرشتوں پر ایمان لانا ہے۔ حضرت شاہ سید محمد نوربخشؒ فرماتے ہیں کہ اس بات پر ایمان لانا واجب ہے کہ آسمان کے فرشتے اور زمین کے فرشتے سب کے سب اللہ پاک کے حکم پر عمل پیرا رہنے والے اس کے عباد ہیں اور وہ کسی قسم کے مذکر و مؤنث ہونے کے اوصاف کے حامل نہیں ہیں۔

رکن سوم

رکن سوم کا مطلب یہ ہے کہ اس بات پر ایمان رکھنا واجب ہے کہ قرآن مجید، تورات، زبور، انجیل اور جملہ آسمانی صحیفے کلام الٰہی ہیں۔ قرآن مجید لفظ اور معنی دونوں لحاظ سے تمام آسمانی کتابوں میں ممتاز ہے اور ان پر فوقیت رکھتا ہے۔

رکن چہارم

رکن چہارم کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے مبعوث کئے جانے والے تمام انبیاء علیھم السلام پر ایمان رکھنا واجب ہے۔ اس لئے کہ انبیاء علیھم السلام اللہ تعالیٰ اور اس کے بندوں کے درمیان احکام خداوندی بیان کرنے کے ذرائع اور واسطے ہیں۔ وہ حق تعالیٰ سے فیض کے طلب گار ہوتے ہیں اور مخلوقات کو فیض پہنچاتے ہیں۔ انبیائے کرام کی فرمانبرداری حصول جنت کا باعث ہے اور ان کے احکام و فرامین کی خلاف ورزی کرنا طبقات جہنم میں سرنگوں ہونا ہے۔

رکن پنجم

رکن پنجم آخرت یعنی قیام قیامت پر اعتقاد رکھنا ہے۔ اس بارے میں حضرت میر سید محمد نوربخشؒ نے یہ تشریح بیان فرمائی ہے کہ قیامت کو دو قسموں سے تعبیر کیا جانا چاہیے۔

ا۔ قیامت انفسیہ

ب۔ قیامت آفاقیہ

ان دونوں قسموں میں سے ہر ایک کی چار چار صورتیں ہیں۔

ا۔ صغریٰ ۲۔ وسطیٰ ۳۔ کبریٰ ۴۔ عظمیٰ

یعنی قیامت انفسیہ کی یہ صورتیں ہوں گی۔

ا۔ قیامت صغریٰ انفسیہ

۲۔ قیامت وسطیٰ انفسیہ

۳۔ قیامت کبریٰ انفسیہ

۴۔ قیامت عظمیٰ انفسیہ

اور قیامت آفاقیہ کی بھی چار صورتیں بدیں نہج بیان کی گئی ہیں۔

ا۔ قیامت صغریٰ آفاقیہ

۲۔ قیامت وسطیٰ آفاقیہ

٣۔ قیامت کبریٰ آفاقیہ

٤۔ قیامت عظمیٰ آفاقیہ

حضرت شاہ سید محمد نور بخش قدس سرہ نے قیامت کے متعلق جن اسرار و رموز کو الم نشرح کیا ہے آج تک کسی صاحب قلم مؤلف نے نہیں کیا۔ آپ کی حقیقت شناس طبیعت اور معرفت آگاہ علمیت نے ہی یہ ممکن کردیا کہ ہم قیامت کی قسموں کو جانیں۔ اس سلسلے میں کتاب الاعتقادیہ میں روح پرور تاویل اور تفسیر موجود ہے اور یہی معرفت والے اولیاء کرام کا اسلوب بیان ہوتا ہے۔ قیامت کی ان اقسام کا تفصیلی مطالعہ ہمارے موضوع کی وسعت سے باہر ہے۔ اس کے لئے جستجو رکھنے والے حضرات کتاب الاعتقادیہ سے رجوع کر سکتے ہیں یہاں قیامت عظمیٰ کے بارے میں آپ کی بیان کردہ صراحت پیش خدمت ہے۔

قیامتِ عظمیٰ

نظام شمسی کے منطقہ بروج مختل ہونے اور نظام ایام کا اعتدال معطل ہونے کی وجہ سے کرہ آب کا کرہ خاک کو اپنے اپنے اصلی میلان کے مطابق پوری طرح گھیر لینے کا نام قیامت عظمیٰ آفاقیہ ہے۔ ایسے میں روئے زمین پر کوئی ذی روح باقی نہیں رہے گا۔ جیسا کہ باری تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

کل من علیها فان و یبقی وجه ربك ذوالجلال والاکرام

زمین پر موجود تمام چیزیں ہی فنا ہونے والی ہیں اور صرف تیرے پروردگار ذوالجلال والاکرام کی ذات ہی برقرار رہے گی۔

(غور کیجئے کہ قیامت کی کیسی سائنٹفک توجیہ ہے۔ فی زمانہ سائنسدان جن قیامتوں یا mass distinctions کی بات کرتے ہیں ان میں انہی دو صورتوں کا زیادہ گمان کیا جاتا ہے یعنی کہ

۱۔ نظام شمسی کا نظام کسی طرح معطل ہو جائے مثلاً یہ کہ کوئی بہت بڑا شہاب ثاقب meteor کرہ ارض سے ٹکرا جائے اور نسل انسانی یا کل ذی روح مخلوق کا اسی طرح خاتمہ ہو جس طرح ایک اندازے کے مطابق آج سے کروڑوں سال پہلے عظیم الجثہ مخلوق dinosaurs کا خاتمہ ہوا تھا۔

۲۔ global warming کے نتیجے میں کرہ ارض کا درجہ حرارت اتنا بڑھ جائے گا کہ قطبین کی تمام برف پگھل جائے گی اور کرہ ارضی lithosphere کا بیشتر حصہ کرہ آب hydrosphere کے زیر تسلط آجائے گا اور جو مخلوقات کی فنا پر منتج ہوگا۔ یہ نظریہ طبیعیات کے مشہور کلیے second law of thermodynamics کے بھی عین مطابق معلوم ہوتا ہے۔ (واللہ اعلم) (مدیر))

اللہ پاک نے (قرآن مجید میں) اسی قیامت کی ہم کو خبر دی ہے۔

ان الساعة اٰتیة لا ریب فیها

بے شک قیامت کی گھڑی آنے والی ہے اس میں کسی قسم کے شک اور شبہ کی گنجائش نہیں ہے۔

اس حالت میں بڑی عظمت والے رب الارباب مخلوقات سے مخاطب ہوں گے اور فرمائیں گے۔

لمن الملك الیوم

آج کے دن اقتدار اعلیٰ کس کو حاصل ہے؟

ظالموں کا خانہ خراب ہو جائے کوئی بھی ایسا باقی نہیں رہے گا جو پروردگار عالم کے اس سوال کا جواب دے سکے۔ چنانچہ خداوند تعالیٰ خود اپنے اس سوال کے جواب میں ارشاد فرمائے گا۔

لله الواحد القهار

آج کے دن اقتدار اعلیٰ قہر والے خدائے واحد کو حاصل ہے۔

اور اسی قیامت کے بارے میں عام علمائے کرام اور اہل قلم نے بڑی بڑی توضیحات دی ہیں اور عام مسلمانوں کے خیال میں بھی قیامت سے مراد یہی قیامت عظمیٰ ہے جس کی تفصیل عام کتابوں میں ملتی ہے۔

قبر پر اعتقاد کا مسئلہ

شاہ سیدؒ فرماتے ہیں کہ اس بات پر اعتقاد رکھنا واجب ہے

کہ قبر جنت کے باغوں میں سے ایک باغیچہ ہے یا دوزخ کے گڑھوں میں سے ایک گڑھا ہے۔ جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں اس کی خبر دی ہے۔ آپ ﷺ فرماتے ہیں۔

القبر روضة من رياض الجنة او حفرة من حفر النيران

قبر یا تو جنت کے باغوں میں سے ایک باغیچہ ہے یا دوزخ کے گڑھوں میں سے ایک گڑھا ہے۔

اخروی زندگی کے مراحل

حضرت شاہ سید محمد نور بخشؒ اخروی زندگی کے مراحل کے بارے میں صوفیہ نوربخشیہ کے عقائد کا بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

کسی قسم کی تاویل کے بغیر اخروی زندگی کی لائق و مناسب صورتوں میں منکر نکیر کے سوال، پل صراط، میزان، حساب، جنت اور دوزخ پر اعتقاد رکھنا واجب ہے۔

فرزندان توحید کا ہر ہر کام اور ہر ہر نوبت پر اللہ تعالیٰ سے مدد حاصل کرنا اور اعمال، افعال اور جملہ معاملات دینی و دنیوی نیز معاملات اخروی سب کو اللہ ہی کے حوالے کر دینا ان کا ایمانی اور عرفانی انداز ہے جیسا کہ صبح کے اوراد میں اہل صوفیہ نوربخشیہ ہمیشہ یہ وظیفہ پڑھتے ہیں۔

حسبنا الله عند الموت حسبنا الله عند القبر حسبنا الله عند المسائل حسبنا الله عند الصراط حسبنا الله عند الحساب حسبنا الله عند الميزان حسبنا الله عند الجنة و النار حسبنا الله عند اللقاء، حسبنا الله الذى لا اله الا هو عليه توكلت و اليه انيب

موت کے وقت ہمیں اللہ ہی کافی ہے۔ قبر میں پہنچنے کے وقت ہمیں اللہ ہی کافی ہے نکیرین کے سوالات کئے جانے کے وقت بھی ہمیں اللہ کا ساتھ ہی کافی ہے۔ پل صراط سے گزرنے کے مشکل مرحلے پر بھی ہمیں اللہ ہی کافی ہے۔ حساب و کتاب کی سختی میں بھی ہمیں اللہ ہی کافی ہے۔ اعمال کا ترازو نصب کئے جاتے وقت بھی ہمیں اللہ ہی کافی ہے۔ بہشت اور دوزخ کے تفویض کئے جانے کے مرحلے پر بھی ہمیں اللہ ہی کافی ہے۔ آخری ملاقات کے وقت بھی ہمیں اللہ ہی کافی ہے۔ ہمارے لئے وہ اللہ کافی ہے جس کے سوا کوئی بھی عبادت کے لائق نہیں اسی پر ہم بھروسہ کرتے ہیں اور اسی کی طرف ہم رجوع کرتے ہیں۔

(دیکھئے یہاں تمام وسیلے بیچ میں سے ہٹ گئے ہیں اور چاہنے والے اور چاہے جانے والے کے درمیان تمام فاصلے مٹ گئے ہیں۔ چاہنے والے نے اپنے تمام معاملات اپنے محبوب کے سپرد کر دیے ہیں۔ توحید کی ایسی خالص صورت صوفیہ نوربخشیہ کے علاوہ کہیں اور دستیاب ہونا مشکل ہے خصوصاً اس زمانہ جبکہ توحید کے اصل اور خالص نظریے پر اوہام و افسون کے اتنے دبیز پردے پڑ چکے ہیں کہ اس کا اصل چہرہ پہچاننا ہی مشکل ہو گیا ہے۔ (مدیر))

عقیدۂ حشر و نشر

صوفیہ نوربخشیہ کے عقیدے میں یہ بات بھی خدا تعالیٰ کے قوانین آخرت کے مطابق ہے کہ جب قیامت عظمیٰ آفاقیہ برپا ہو گی تو اس وقت بوسیدہ ہڈیوں کو بھی زندہ کیا جائے گا اور ہر ایک جسم میں روح ڈالی جائے گی اور لوگوں کو اللہ تعالیٰ ایسا ہی پیدا کرے گا جیسا کہ اس نے پہلی بار دنیا کو پیدا کیا۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ اس بات کی توثیق کرتا ہے۔

وينشى الناس كما انشاهم اول مرة

اور یہ صورت حال ایک خاص وقت کے بعد ہو گی۔ لیکن جب انسان مر جاتا ہے تو عالم آخرت کے مثالی اکتسابی جسم کے ساتھ کسی قسم کی تاخیر کے بغیر اس کو نعمت عطا کی جاتی ہے یا عذاب میں مبتلا کیا جاتا ہے۔ یعنی حق دار انعام کو نعمت ملے گی اور عذاب کے مستحق کو عذاب دیا جائے گا۔

جنت و دوزخ

حضرت شاہ سید محمد نوربخش قدس سرہ العزیز نے جنت اور جنت کی نعمتوں کے متعلق اعتقاد کے مسائل کو بھی وضاحت سے بیان فرمایا ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ

اس بات پر اعتقاد رکھنا بھی واجب ہے کہ جنت میں نہریں ہیں، درخت ہیں، میوہ جات ہیں، حوریں ہیں، محلات ہیں، غلمان ہیں ہولدان ہیں اور ہر وہ چیز موجود ہے جو کہ نفسوں کی چاہت کے عین مطابق ہے اور نگاہوں کو خوب بھاتی ہیں۔ جنت کی یہ تمام نعمتیں دنیاوی نعمتوں سے زیادہ عمدہ زیادہ پر لطف اور مزیدار ہیں۔ عوام الناس اگرچہ ان نعمتوں کو سن چکے ہیں پر گروہ خاص ان نعمتوں کو دیکھ چکا ہے جیسا کہ باری تعالیٰ نے ان نعمتوں کا وعدہ کیا ہے اور قرآن مجید میں ان کو بیان فرمایا ہے۔ نیز رسول اللہ ﷺ نے ہم کو ان نعمتوں کی خبر دی ہے۔

اس بات پر اعتقاد رکھنا بھی واجب ہے کہ دوزخ میں آگ، سانپ، بچھو، تاریکیاں، گھن آنے والی چیزیں، دردناک عذاب، قسم قسم کی تکلیفیں اور سزائیں ہیں جیسا کہ کسی قسم کے ہیر پھیر اور کسی قسم کے تاویل کے بغیر قرآن مجید میں ان کا بیان آیا ہے۔

جنت آسمانوں میں ہے اور دوزخ زمین کے سب سے نچلے طبقے میں ہے۔ جنت اور دوزخ ابھی سے موجود ہیں۔ عالم آخرت کے مثالی اکتسابی جسموں کے ساتھ جنت والے جنت کو اور دوزخ والے دوزخ کو رسائی پا سکتے ہیں جیسا کہ نیند میں ہوتا ہے کیونکہ نیند موت کا بھائی ہے اور اس کی تصویر ہے۔

(کتاب الاعتقادیہ)

ملائکِ مقربین

عالم اسلام کا اس بات پر اجماع ہے کہ مقرب فرشتے چار ہیں۔ ہر ایک اپنے اپنے مخصوص فرائض سر انجام دے رہا ہے۔ ان چار مقرب ملائکہ کے نام اور فرائض یوں ہیں۔

حضرت جبرائیل خدا تعالیٰ کی طرف سے وحی لانے پر، حضرت میکائیل بارش کے برسانے پر، حضرت عزرائیل قبض روح پر اور حضرت اسرافیل صور پھونکنے پر مامور ہیں۔

ہمارے آقا اور نبی حضرت محمد ﷺ کے بعد اب وحی کا خاتمہ کیا گیا ہے۔

نبی پاک ﷺ پر اعتقاد

معلوم ہونا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمارے نبی اور ہمارے سفارشی، ہمارے حبیب اور ہمارے سردار حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کو تمام جہانوں کے لئے رحمت اور حق کی شہادت دینے والا اور خوشخبری سنانے والا اور ڈرانے والا اور اللہ تعالیٰ کی طرف بلانے والا اور روشن چراغ بنا کر بھیجا ہے۔ آپ آخری پیغمبر اور رب العالمین کے رسول ہیں جیسا کہ اللہ کا کلام اس بات پر دلالت کر رہا ہے اور آپ ﷺ نبی تھے اور آدم کی اولاد سے تھے اور اللہ تعالیٰ کے پوشیدہ علم میں اس وقت بھی نبی تھے کہ جب آدم ابھی عالم شہادت میں پانی اور مٹی میں تھے۔

آپ ﷺ حضرت اسماعیل بن ابراہیم علی نبینا کی اولاد میں سے ہیں۔ آنحضرت ﷺ اور حضرت اسماعیلؑ کے درمیان ساٹھ پشتوں کا واسطہ ہے۔ حضرت ابراہیم اور حضرت نوح کے درمیان نو پشتیں اور حضرت نوح اور حضرت ادریس کے درمیان تین پشتیں اور حضرت ادریس اور حضرت آدم علی نبینا کے درمیان چھ پشتیں ہیں۔ اس طرح حضرت محمد ﷺ اور حضرت آدم ابوالبشر کے تک اسی پشتیں ہوتی ہیں۔

صاحبِ قرآن ﷺ

حضور ﷺ سرور کائنات ہیں۔ اللہ کے برگزیدہ رسول اور رحمت کل کائنات ہیں۔ خاتم الانبیاء والمرسلین ہیں۔ امام الانبیاء و المتقین ہیں۔ محبوب سبحانی اور پیغمبر انقلاب ہیں۔ مظہر الذات و صفات خداوندی ہیں۔ آپ ﷺ جامع القبلتین ہیں۔ صاحب تاج و معراج، شافع روز جزاء، قاسم حوض کوثر، شمس العارفین، سراج السالکین، مصباح المقربین، محب الفقراء والمساکین ہیں۔

شاہ سید علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ

وہو صاحب النبوۃ و الرّسالۃ صاحب الکتاب والوالعزم و ہو صاحب دور القمر و صاحب قران العلویین امتاز من الرسل و الانبیاء و الملوک و الحکماء و فاق علیہم لانہ لم یوجد من التصف بہذہ الصفات السبع الانبینا و سیدنا و مولانا و مولی الثقلین عیہ الصلواۃ والسلام

(کتاب الاعتقادیہ ص ۴۳)

آپ ﷺ منصب نبوت ورسالت پر فائز ہونے کے ساتھ ساتھ صاحب قرآن اور اولوالعزم رسولوں میں سے ہیں۔ آپ پر ہی سلسلہ نبوت کا خاتمہ کیا گیا ہے۔ آپ وہ صاحب دورہ ماہتاب اور صاحب قران علوئین ہیں جو رسولوں اور نبیوں، بادشاہ اور حکماء میں امتیازی شان کے مالک ہیں اور آپکو ان سب پر فوقیت حاصل ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ جن وانس کے مولا ہمارے آقا اور ہمارے نبی ﷺ کے سوا کائنات میں ان سات صفات کی حامل کوئی بھی شخصیت نہیں پائی جاتی

عقیدہ ختم نبوت

جس طرح رسول عربی حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے نبوت ورسالت پر فائز ہو کر تشریف لانے پر اعتقاد رکھنا واجب ہے ایسا ہی آپ ﷺ کے خاتم النبوت ہونے پر اعتقاد رکھنا بھی واجب ہے۔ اس روشن عقیدے کی وضاحت فرماتے ہوئے حضرت میر سید محمد نور بخشؒ ارشاد فرماتے ہیں۔

ویجب ان تعتقد ان نبینا محمداً ﷺ خاتم النبین والمرسلین بنبوتہ ختمت النبوۃ و بشریعتہ ختمت الشرائع و الشرعیات

یہ کہ واجب ہے کہ وہ اعتقاد رکھے کہ ہمارے نبی ﷺ خاتم النبین و المرسلین ہیں۔ آپ کی نبوت پر سلسلہ نبوت کو ختم کر دیا گیا ہے اور آپ کی شریعت پر تمام سابقہ شریعتوں اور شرعی امور کا خاتمہ کیا گیا۔

مدعیٔ نبوت واجب القتل ہے

یہ اسلامی شریعت اور اصولی فروعی احکام کی استقامت کا کمال ہے کہ اس میں عقائد واصول پر خاصی توجہ دی گئی ہے۔ شریعت اسلامیہ نے ایسے قواعد واصول بنائے ہیں جن میں شریعت نے بعض چیزوں کو دین کے ستون کی حیثیت دے رکھی ہے۔ جن میں سے ہر ایک ستون پر اصول واحکام کی بنیاد رکھی گئی ہے اور ختم نبوت کا مسئلہ ایسے اہم اعتقادی امور میں شامل ہے جس پر اعتقاد رکھنا بندوں کے اپنے حق میں بلاشبہ دین ودنیا دونوں کی بھلائیوں سے بھرپور افادہ ہے

اہل تصوف مشائخ کا یہ فرمان ہے کہ شریعت کے اصول و احکام بندوں کی بہتری کے لئے وضع کئے گئے ہیں اور غور وفکر کرنے سے یہی بات سامنے آتی ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ مرسلین کے مبعوث کرنے کے بارے میں ارشاد فرماتے ہیں۔

رسلاً مبشرین و منذرین لئلاّ یکون علی اللہ حجۃ بعد الرسل (سورۃ النساء آیت ۱۶۵)

رسول تو خوشخبری سنانے اور ڈرانے والے ہیں یہ کہ رسولوں کے بعد اللہ کے ہاں لوگوں کو کوئی عذر پیش کرنے کا موقع ہی نہ ہو۔

چنانچہ آنحضور ﷺ پر نبوت ورسالت کے ختم ہونے پر اعتقاد رکھنا نہایت قابل قبول بات ہے بلکہ اس کا ایمان رکھنا ہر فرد مسلمان پر تاکید کا پہلو رکھتا ہے۔ اگر خدانخواستہ کوئی فرد ادعائے نبوت کرنے کا ارتکاب کرے تو اس کا حکم فقہ احوط کی روشنی میں واجب القتل ہوتا ہے۔ چنانچہ حضرت شاہ سید محمد نور بخشؒ فرماتے ہیں کہ جو شخص ہمارے نبی کریم ﷺ کے بعد نبوت کا دعویٰ کر بیٹھے جبکہ وہ پاگل یا تاویل کا سہارا لینے والا نہ ہو اس کا قتل کر دینا واجب ہے۔

(الفقہ الاحوط)

عقیدہ معراج النبی ﷺ

مسلک صوفیہ نوربخشیہ معراج النبی ﷺ پر کامل اعتقاد رکھتا ہے۔ اصول عقائد میں وضاحت کی گئی ہے کہ اس بات پر اعتقاد

بقیہ صفحہ ۲۳

فرمودات بزرگان سلسلۂ نوربخشیہ

مجاہد ابن حسین درویشی کراچی

۱۔ توحید :

توحید اللہ تعالیٰ کی وحدانیت پر اس انداز سے ایمان لانے کا نام ہے کہ وہ اپنی ذات میں بھی یکتا ہے اور اپنی صفات میں بھی یکتا و بے مثال ہے۔ توحید کا مکمل مفہوم ہمیں قرآن کریم کی سورۂ اخلاص سے ملتا ہے۔ توحید کے موضوع پر بزرگان سلسلۃ الذہب کے چند فرمودات درج ذیل ہیں۔

حضرت ابوذر رودباریؒ

آپ نے فرمایا ہماری توحید پانچ چیزوں پر موقوف ہے۔
رفع حدیث، اثبات قدم، ہجرت اوطان اور مفارقت احوال۔

حضرت نجم الدین کبریٰؒ

آپ نے فرمایا کہ توحید خدا کو جاننے کو کہتے ہیں اور انتہائے توحید یہ ہے کہ جس قدر بھی توحید کا علم ہو یہی تصور کرے کہ توحید اس سے بھی بالاتر ہے۔

قدیم کو حادث سے الگ وجدا رکھنا ہی توحید ہے۔

حضرت سید علی ہمدانیؒ

آپ نے توحید کی تعریف کو ان الفاظ میں سمیٹا ہے۔

لا الٰہ الا اللہ صاحب الوحدانیۃ الفردانیۃ القدیمیۃ الازلیۃ الابدیۃ لیس لہ ضد و ولا ند و لا شبہ و لا شریک

اللہ کے سوا کوئی بھی لائق عبادت نہیں۔ وہ قدیم ہے۔ زمان کے لحاظ سے ازلی ہے اور بقا کے لحاظ سے ابدی ہے۔ اس کی نہ کوئی مخالف طاقت ہے اور نہ کوئی برابر کا شریک ہے نہ کوئی مثال ہے اور نہ کوئی شریک کار

حضرت شاہ سید محمد نوربخشؒ

اللہ تعالیٰ کی ذاتی صفات مجموعی اعتبار سے حقیقتاً عین ذات ہیں۔

۲۔ فقر و غنا :

حضور نبی کریم ﷺ کا ارشاد پاک ہے۔

الفقر فخری
فقر میرا فخر ہے۔

اہل صوفیہ نوربخشیہ کا معمول ہے کہ ہر روز نماز مغرب سے فراغت کے بعد پیارے نبی ﷺ کی یہ پیاری دعا کو ورد زبان کو ضرور ورد زبان بناتے ہیں۔

اللھم احینی مسکیناً و امتنی مسکیناً واحشرنی فی زمرۃ الم... آمین

اے اللہ مجھے مسکین بنا کر زندہ رکھ اور مسکینی کی موت دے اور حشر میں مجھے مسکینوں کے ساتھ اٹھا۔

یہ مسکینی اس فقر حقیقی کو کہتے ہیں جو اقبال و اختیار کا نام ہے یعنی جب بندہ غربت میں پہنچ جاتا ہے تو اسے اپنے اختیار سے قبول کرتا ہے۔ اس موضوع پر بزرگان سلسلہ نوربخشیہ کی چند فرمودات ملاحظہ ہوں۔

حضرت ابو علی کاتبؒ

آپ سے پوچھا گیا کہ آپ فقراء ولغنا میں کس طرف راغب ہیں۔ فرمایا کہ اس کی طرف جو درجہ و مرتبہ میں بلند تر ہو پھر آپ نے فرمایا کہ بے شک فقر کا درجہ و مرتبہ بلند تر ہے۔

حضرت ابو عثمان مغربیؒ

ہر وہ بندہ جو فقراء کی مجلس پر مالداروں کی صحبت کو پسند کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے دل کو مردہ کر دیتا ہے۔

حضرت جنید بغدادیؒ

آپ نے فرمایا کہ فقر حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی سنت ہے

حضرت ابو نجیب سہروردیؒ

آپ نے فرمایا کہ اگر کوئی شخص غنا کو فقر پر اس لئے فضیلت دیتا ہے کہ اس سے خرچ کرنا اور دینا ثابت ہے تو یہ ایسا ہو گا کہ کوئی شخص گناہ کو بندگی پر اس لئے فضیلت دے کہ اس میں توبہ کی فضیلت پائی جاتی ہے۔

۳۔ عشق :

لفظ عشق حقیقی اور مجازی دونوں مفاہیم میں استعمال ہوتا ہے۔ کبھی کبھی عشق مجازی عشق حقیقی کا راستہ بھی بھاتی ہے۔ چنانچہ صاحب "مفاتیح الاعجازی شرح گلشن راز" اس بارے میں رقمطراز ہیں۔

"اگر کسی کو عشق مجازی کی طرز سے کسی حسین پر بغیر شہوت نفسانیہ کے طریق پاک عشق ہو جائے تو یہ مشاہدۂ حق بہ کسوت حق ہے۔ یہ باطل سے دور ہے اور دین حق ہے۔ اس طریق پر عشق مجازی عشق حقیقی ہو جاتا ہے۔ اگر عشق مجازی سے شہوت نفسانی مقصود ہو اور طبیعت حیوانی جوش میں آئے وہ جذب اور تصرف صورت حسن میں حق تعالیٰ کا فعل ہے جو کسوت باطل شرعی شہوت میں ظاہر ہوا ہے اس وجہ سے وہ شیطان کا فعل ہے اور نفس کا کام ہے جو بسبب مظہر شر وروقوع ہوا ہے اسی وجہ سے انسان عالم طبیعت میں مقید ہو جاتا ہے اور مبداء حقیقی سے دور رہتا ہے اور حقیقت حال سے غافل رہتا ہے۔ اسی وجہ سے شرع میں عشق مجازی کی عام طور ممانعت ہے۔

مزید آگاہی کے لئے ہم بزرگان نوربخشیہ کے ارشادات کی طرف رجوع کرتے ہیں۔

حضرت شیخ احمد غزالیؒ

معشوق ہر حال میں معشوق ہے اس لئے استغناء اس کی صفت ہے اور عاشق ہر حال میں عاشق ہے پس نیاز واحتیاج اس کی صفت ہے۔

حضرت ابو بکر نساجؒ

جب تک ہستی موہوم فنا نہ ہو جائے اور دل کی آنکھیں سوزن غیرت سے غیر خدا سے سی نہ لی جائیں اس وقت تک خلوت خانہ جان تجلیات معشوق کی شمع سے روشن نہیں ہو سکتا کیونکہ جس کھیتی کو دیا جا چکا ہو اس میں دوبارہ بیج نہیں بویا جا سکتا۔

حضرت میر سید علی ہمدانیؒ

اگر تو عاشق ہے تو خلوت نشینی اختیار کر۔

۴۔ رموز دوستی :

حضرت سری سقطیؒ

محبت بندے کو ایسا کر دیتی ہے کہ شمشیر وسناں کی اذیت بھی اس کو محسوس نہیں ہوتی اس سے پہلے میں بھی محبت کی حقیقت سے ناآشنا تھا لیکن خدا نے جب آگاہ فرمایا تب مجھے محبت کا اصل مفہوم معلوم ہوا۔

حضرت جنید بغدادیؒ

بعض حضرات موافقت کو اور بعض اشارات کو محبت سے

تعبیر کرتے ہیں۔

اگر محبت کا تعلق کسی شے سے قائم ہو تو اس شے کے فنا ہونے سے محبت بھی فنا ہو جاتی ہے اور محبت کا حصول اس وقت تک ممکن نہیں جب تک خود کو فنا نہ کرے اور اہل محبت کے اکثر اقوال لوگوں کو کفر معلوم ہوتے ہیں۔

۵۔ معرفت :

حضرت جنید بغدادیؒ

معرفت کی دو قسمیں ہیں۔ اول معرفت خود اللہ کو شناخت کرنا۔ دوم معرفت اللہ اس کو پہچانے۔ معرفت خدا کے ساتھ مشغولیت کا نام ہے۔

حضرت میر سید علی ہمدانیؒ

اپنے آپ پر خوش نہ ہو تا کہ تجھے معرفت خدا معلوم ہو۔

معرفت الٰہی چاہتے ہو تو غیر کی طرف مت دیکھو۔

حضرت شبلیؒ

ہمیشہ حیرت میں رہنا معرفت ہے نیز معرفت کی حقیقت عاجز ہونا ہے۔

۷۔ تصوف :

حضرت معروف کرخیؒ

حقائق کو معتبر تصور کرتے ہوئے دقیق مسائل بیان کرنا اور مخلوق سے وابستہ نہ کرنا خالص تصوف ہے۔

نیز فرماتے ہیں "تصوف یہ ہے کہ آدمی حقائق کو جان لے اور جو کچھ لوگوں کے پاس ہے اس سے بے نیاز ہو جائے۔ جو فقر سے متصف نہیں وہ تصوف سے بھی متصف نہیں۔

حضرت سری سقطیؒ

تصوف تین معنی کا اسم ہے۔ ایک یہ کہ اس کی معرفت نور ورع کو نہ گھٹائے۔ دوسرا علم باطن کے متعلق کوئی ایسی بات نہ کہے جس سے کتاب کا نقص لازم آتا ہو۔ تیسرا وہ کام کرے کہ لوگ حرام سے محفوظ رہیں۔

حضرت جنید بغدادیؒ

تصوف نام ہے خلق کا۔ جس کا خلق بڑھ کر ہے وہ تصوف میں بھی بڑھ کر ہے۔

تصوف یعنی ولایت ایک صفت ہے جس میں بندہ کو قائم کیا جاتا ہے۔

حضرت ابو ذر رودباریؒ

اونی لباس استعمال کرنا، نفس پر ظلم کرنا، تارک الدنیا ہو جانا اور اتباع سنت کا نام تصوف ہے۔

در الٰہی کے علاوہ تمام در چھوڑنے کا نام تصوف ہے۔

تصوف محبوب کے دروازے پر ڈیرا جمانے کا نام ہے چاہے وہ سائل کو رخصت کیوں نہ کرے۔

مخالفین کی کدورت سے قلب کو صاف رکھنے کا نام تصوف ہے۔

حضرت ابو عثمان مغربیؒ

آخر فقر اول تصوف ہے اور تصوف حال کا چھپانا اور اپنے مال و جاہ کو بھائیوں پر صرف کرنا ہے۔

تصوف کے طریقے میں سالک کے لئے افضل ترین چیز محاسبہ، مراقبہ اور علم کے مطابق عمل کرنا ہے۔

حضرت ابو نجیب سہروردیؒ

تصوف کی ابتدا علم ہے اوسط عمل ہے اور انتہا عشق ہے۔

حضرت شیخ علاؤالدولہ سمنانیؒ

لفظ تصوف سے چار مطلب نکلتے ہیں۔ ت سے توبہ، ص سے صدق، و سے وفا اور ف سے فقر کا معنی نکلتا ہے۔

حضرت سید علی ہمدانیؒ

تصوف یہ ہے کہ عابد اپنی عبادت پر، عارف اپنی معرفت پر، ذاکر اپنے ذکر پر اور شاکر اپنے شکر پر فخر نہ کرے بلکہ

عارف یوں کہے

سبحانک ما عرفناک حق معرفتک

عابد کا قول ایسا ہو

سبحانک ما عبدناک حق عبادتک

ذاکر کا اقرار یوں ہو

سبحانک ما ذکرناک حق ذکرک

شاکر کا تسلیم ایسا ہو

سبحانک ما شکرناک حق شکرک

۸۔ صوفی :

حضرت شیخ معروف کرخیؒ

صوفی اس دنیا میں مہمان ہے۔ اب مہمان کا میزبان پر تقاضا کرنا اس پر زیادتی ہے جو مہمان مؤدب ہوتا ہے وہ منتظر رہتا ہے تقاضا نہیں کرتا۔

نیز فرمایا۔ "صحبت با صوفیان کن" یعنی صوفیوں کے ساتھ صحبت رکھو۔

حضرت شیخ سری سقطیؒ

صوفی وہ ہے۔ جس کا نور معرفت پرہیزگاری کے چراغ کو گل کرنے کا باعث نہ بنے اور کوئی ایسا باطنی کلام نہ کرے جو کلام مجید کے برعکس ہو اور کرامات اسے ارتکاب حرام پر آمادہ نہ کریں۔

حضرت شیخ جنید بغدادیؒ

صوفی وہ ہے جو خدا اور رسول کی اس طرح اطاعت کرے کہ ایک ہاتھ میں قرآن ہو اور دوسرے میں حدیث۔

حضرت شیخ ابوذر علی روبادیؒ

لوگ لفظ صوفی کے صوف سے اشتقاق میں جھگڑتے مگر میں اسے ہی صوفی کہوں گا جو باطنی معاملات کی صفائی کی بنا پر صوفی سے ملقب ہو۔

نیز آپ نے فرمایا کہ صوفی وہ ہے جو صوفیوں کا لباس پہنے اور نفس کو مصیبتوں کا مزا چکھائے اور دنیا کو اپنی پیٹھ پیچھے پھینک دے اور حضرت محمد ﷺ کے راستے پر چلے۔

صوفی وہ ہے جو عدم کے بعد موجود نہ رہے اور وجود کے بعد معدوم کو نہ دیکھے۔

صوفی وہ ہے جو دس فاقوں کے بعد بھی خدا کی ناشکری کا مرتکب نہ ہو۔

حضرت میر سید علی ہمدانیؒ

صوفی کے لئے چالیس مقامات ہیں۔ چاہئے کہ کوئے تصوف میں صوفی کا قدم درست آئے۔

۹۔ عارف :

حضرت سری سقطیؒ

عارف وہ ہے جو کم کھائے، کم سوئے اور کم آرام کرے۔

عارف مہر تاباں کی طرح سب کو منور کر دیتا ہے اور زمین کی ہر شے کا بار سنبھالتا ہے۔ آگ کی (روشنی کی) طرح سب کو راستہ دکھاتا ہے اور پانی کی طرح قلوب کو حیات تازہ سے سیراب کرتا رہتا ہے۔

حضرت ابو عثمان مغربیؒ

عارف کو انوار معرفت اور علم کی روشنی ملتی ہے جس سے وہ غیب کے عجائبات ملاحظہ کرتا ہے۔

حضرت شاہ سید محمد نور بخشؒ

عارف اس کو کہتے ہیں جو اللہ کے سوا ہر ہستی کے تصور کو لوح وجود سے دھو ڈالے۔

حضرت شیخ اسیری لاہجیؒ

عارف سے مراد وہ سالک ہے جو مقام تقید سے مقام اطلاق تک پہنچ گیا ہے۔

۱۰۔ ولی اللہ :

حضرت عثمان مغربیؒ

ولی مخلوق کے اندر مشہور ہوتا ہے لیکن مفتون نہیں ہوتا یعنی کسی فتنے میں مبتلا نہیں ہوتا۔

حضرت شاہ سید محمد نور بخشؒ

ارباب قلوب کو ولی اللہ کہتے ہیں ایسے لوگ کمل اقطاب، افراد، اوتاد اور مقربان میں سے ہیں۔ صورت و سیرت میں انبیاء علیہم السلام کے مشابہ ہوتے ہیں اور ایسے کامل مرشد اور مقتداء کے لئے شریعت اور تمام شرعی مسائل میں تبحر ہونا ضروری ہے۔ اور باقی تمام فنون زمانہ کے مشہور علماء ہوں اور طریقت میں کمل اولیاء کی صحبت پائے ہوئے ہوں۔ ریاضت و مجاہدات میں انتہائی اعلیٰ درجہ پر فائز ہوں اور حقیقت میں گہرے مشرب کے مالک ہوں۔ توحید کی تجلیات اور مشاہدات میں واضح طور پر ثم دنی فتدلی محمد مصطفیٰ ﷺ کے وارث ہوں۔

۱۱۔ درویش :

حضرت جنید بغدادیؒ

آپ نے فرمایا "اے درویشو تم اللہ کے ساتھ پہچانے جاتے ہو اور اس کی وجہ سے تمہاری عزت کی جاتی ہے دیکھو کہ تم خلوت میں اللہ تعالیٰ کے ساتھ کیسے ہو؟ یعنی مخلوق تمہیں درویش جانتی ہے اور تمہارے حق کو پورا کرتی ہے تو تم درویشی میں طریقت کے راستے کے حق کیسے ادا کرتے ہو؟

حضرت ابو القاسم گرگانیؒ

درویش میں کم از کم تین چیزیں ہونی چاہئیں۔ اول یہ کہ کپڑے کو درست پیوند لگا سکے۔ دوم یہ کہ سچ بات کہے اور سوم یہ کہ زمین پر سیدھا پاؤں رکھے۔

حضرت علاؤ الدولہ سمنانیؒ

اپنے حق میں درویش کو چاہئے کہ نفس کی گھات میں لگا رہے۔ تاکہ جیسے ہی وہ اپنا کمال دیکھنے کے لئے آنکھ کھولے فوراً اس کو بند کرے پس اسے معلوم ہو جائے گا کہ نفس اپنے ہر بن مو سے ایک آنکھ اپنا کمال دیکھنے کے لئے کھولے گا اور خدا کے دیکھنے سے اس کو اندھا کر دے گا کہ نفس کی خاصیت یہی ہے۔

۱۲۔ نفس :

حضرت شیخ معروف کرخیؒ

نفس کی اتباع خدا کی گرفت ہے۔

حضرت سری سقطیؒ

جو خود اپنے نفس کو آراستہ نہ کر سکے وہ دوسرے کے نفس کو کیسے آراستہ کر سکتا ہے؟

حضرت ابو ذر رودباریؒ

نفس کے ذریعے مذمت اور روح کے ذریعے مکاشفہ حاصل ہوتا ہے۔

بقیہ۔ آپ کے مسائل اور ان کا حل

آدمی کے لئے روزہ نہ رکھنا بھی شرعاً روا ہے۔ وہ روزہ رکھتے ہوئے طاقت کے انجکشن کا سہارا لینے کے بجائے روزہ ہی مؤخر کرے۔ ایسا کرنا اس کے لئے بہتر ہے۔ منہ کے ذریعے کھانے پینے کی صورت میں اس کا روزہ عدم سے ہم کنار ہو جاتا ہے۔ جسم کے مختلف حصوں میں انجکشن لگوانے کی صورت میں روزہ عدم سے ہم کنار نہیں ہوگا البتہ کراہت سے خالی نہیں ہے۔ پس بیمار آدمی کے سوا تندرست آدمی کو روزے کی حالت میں طاقت کا انجکشن لگوانے سے کنارہ کش رہنا ہی بہتر بلکہ ضروری ہی سمجھ لینا چاہئے۔

بقیہ۔ قارئین کے خطوط

مذہب حقہ کی خدمت میں نوائے صوفیہ کا کردار اپنی مثال آپ ہے۔ جملہ اراکین نوائے صوفیہ کو ہدیہ سلام پہنچے۔

عبدالرحمن صوفی۔ عبدالسلام انوا
انجمن فلاح و بہبود سرمو کراچی

روح اور روحانیت

قلب اور اقسام قلب

انور الکوروی فاضل عربی، بی اے، بی ایڈ

انسان کے جسم میں بائیں جانب ایک بیضوی شکل کا گوشت کا ٹکڑا ہے جسے قلب یا دل کہتے ہیں۔ یہ تعریف حضور نبی کریم ﷺ کی حدیث مبارکہ سے حاصل ہوتی ہے۔ چنانچہ ارشاد نبوی ﷺ ہے۔

"انسان کے جسم کے اندر گوشت کا ایک ٹکڑا ہے جب یہ اراح پا جائے تو تمام جسم اصلاح یافتہ ہو جاتا ہے اور جب یہ بگڑ جائے تو تمام جسم میں بگاڑ پیدا ہوتا ہے اور یہی قلب ہے۔

قلب دو طرح کا ہوتا ہے۔ قلبی صوری یا قلب ظاہری اور قلب معنوی اور قلب باطنی جو قلب صوری کی روح ہے بعض انسانوں کو تبدیلی وجود سے نصیب ہوتا ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

ان فی ذالک لذکری لمن کان لہ قلب

بیشک اس میں اس کے لئے عبرت ہے جس کے پاس دل ہے۔ جس کا دل اس کے کفر کی وجہ سے مردہ ہوتا ہے ہم اسے نور ایمان سے زندہ کرتے ہیں۔ اس نور سے وہ لوگوں کے درمیان چلتا ہے۔ کیونکہ ایمان دل کی حیات ہے اس لئے وہ اسے نور سے معمور کرتا ہے۔ بعض کو یہ نور حاصل نہیں ہوتا کیونکہ وہ تبدیلی وجود کے لئے کوشش نہیں کرتے۔

(ترجمہ خلاصۃ المناقب)

قلب کے دس نام

انسانی جسم میں دل کو بڑی اہمیت حاصل ہے۔ انسان اس دل کی بدولت زندگی کے مختلف حالات واحساسات اور خیالات کا موجد اور مخترق بن جاتا ہے۔ یہی دل ہے جو ہمیشہ متحرک رہتا ہے اور اسی پر سارے جسم میں گردش خون کا مدار بھی ہے۔ جب انسان آرام و راحت میں ہو تو اسے سکون واطمینان ملتا ہے۔ اور جب اضطراب اور کشمکش کی حالت سے دوچار ہو تو اس کی کیفیت بے قراری اور بے چینی سے تعبیر کی جاتی ہے جو غم، درد، الم اور امراض کا باعث بھی ہے۔ شاعروں کے ہاں اس کی بڑی بڑی تاویلات ہیں۔ اسی طرح صوفیائے کرام بھی دل کو بہت اہمیت دیتے ہیں اور اس کے متنوع کیفیات اور اثرات کے پیش نظر مختلف ناموں سے اسے پکارا جاتا ہے۔ جیسا کہ شاہ ہمدانؒ کی تعلیمات سے ظاہر ہے کہ قلب کے دس نام ہیں۔

۱۔ قلب
۲۔ فواد
۳۔ ضبان
۴۔ شغاف
۵۔ حب القلب

یہ پانچ کے پانچ قلب خیر و نیکی کے داعی ہیں۔

۶۔ بال
۷۔ خلد
۸۔ صدر
۹۔ مشد
۱۰۔ مضغہ

یہ پانچ کے پانچ قلب برائی اور شر کے داعی ہیں۔

اپنے اپنے مقام پر ہر اسم سے الگ الگ عمل سرزد ہوتا ہے

جیسا کہ انجذاب، تفکر، بصارت، ہدایت، علم، معرفت اور یقین قلب سے صادر ہوتے ہیں۔

قناعت، توکل، تفویض، فراست، شکر، خشوع، اور تقویٰ فواد سے اٹھتے ہیں۔ اور احوال خبان کا خاصہ ہے۔

زہد و ورع، محبت، غیرت، شفقت، صلابت، شغافت سویدا سے ظاہر ہوتے ہیں۔

خوف، رجا، ندامت اور صبر حبۃ القلب سے ظہور پذیر ہوتے ہیں۔

(زبدۃ المناقب)

اقسامِ قلب

اقسام دل میں حضرت شاہ سید محمد نور بخش قدس سرہ العزیز نے دل کے متعلق بہت ممتاز اور مبسوط انداز میں معلومات فراہم کی ہیں۔ آپ فرماتے ہیں کہ دل کو تین قسموں پر رکھا گیا ہے۔

۱۔ قلب مزکی ۲۔ قلب اصحاب یمین

۳۔ قلب اصحاب شمال

قلبِ مزکی

قلب مزکی کی صفت یہ ہے کہ یہ دل صحرا کی مانند ہے جو ارض الیقین کہلاتا ہے۔ وہاں ایک چشمہ ہے اس کو صفا کا نام دیتے ہیں، ایک درخت ہے اسے شوق کہتے ہیں۔ اس درخت کے اوپر ایک تخت ہے اسے تخت مؤدت کہتے ہیں۔ اس تخت کی بساط کو شرفہ کہتے ہیں۔ اس کے بالائی حصے میں بادل ہے وہ الفت کہلاتا ہے اور جو بارش برساتا ہے اسے باران رحمت کے نام سے پکارتے ہیں اور اس باران رحمت سے پندرہ چیزیں پیدا ہوتی ہیں۔

ارغوان وصال، نرگس الفت، درخت امانت، گل توحید، مرادارادت، ریحان صبر، زعفران رضا، بنفشہ ضیاء، سنبل وفا، نبات بقا، خوشبوئی لقا، منشور مہر، لعل صدق، عنبر تحقیق، اور سوسن شوق۔

جس کا دل ان اجزاء پر مشتمل ہے وہ معرفت کے بادل کو تخت شریعت پر سایہ فگن رکھتا ہے اور عقل کو ساتھی بناتا ہے تمیز کو دربان بناتا ہے، آنکھوں کو طلب پر اور کوشش کو جاسوس بناتا ہے، ہاتھوں کو کاتب اور پاؤں کو چوکیدار نیز زبان کو ترجمان بناتا ہے، طاعت کو لشکر، زہد کو لباس، عمل کو عمامہ، دولت کو سواری، ہمت کو مددگار بناتا ہے۔

عارف لوگ جب پاؤں کو زہد کے رکاب میں رکھتے ہیں اور تضرع کے لگام کو ہاتھوں میں تھامتے ہیں اور میدان وصال میں جولان کرتے ہیں، مناجات کے طبل بجتے ہیں تو چوگان کی گیند کو قبضہ میں لیتے ہیں اور کمال کے کمان کو کندھے پر اٹھاتے ہیں اور تیر کو نشانہ پر مارتے ہیں اور دوست کے دیدار کا شکار کھیلتے ہیں اور دوست کی آشنائی کے عالم میں مخلوق سے بیگانہ ہو جاتے ہیں۔ اور اس صورت کے حامل دل کو قلب مزکی کہتے ہیں۔ یہ دل سابقان کا دل ہے اور ہر اچھی صفت سے معمور ہوتا ہے اور اس میں شیطان داخل نہیں ہو سکتا۔ اس دل کو پاک کہتے ہیں اور سب پسند کرتے ہیں۔ یہ آلودگی سے پاک ہوتا ہے۔

اس قلب کے متعلق فرمایا گیا ہے۔

القلب حصن والشیطان عدو

دل قلعہ ہے اور شیطان دشمن ہے۔

اس کا مطلب ہے کہ دشمن اس دل کے اندر پہنچ نہیں سکتا کیونکہ اس کی خوب محافظت کی گئی ہے۔

۲۔ قلبِ اصحابِ یمین

یہ عام لوگوں کا قلب ہے جو کبھی رحمٰن کی طرف مائل ہوتا ہے دنیا کا شغف چھوڑ دیتا ہے۔ کبھی دنیا کے غم میں دولت جمع کرنے میں مشغول ہو جاتا ہے۔ نفس، شہوات، ہوا، حرص اور گناہ کرنے سے باز نہیں آتا اور اصحاب یمین کی بارہ چیزیں جمالی اور تیرہ اجزاء شیطانی ہیں اور یہ شیطانی اوصاف بارہ اوصاف جمالی سے باہر ہیں۔ یہ ہر وقت فرد کو اپنے اندر جذب کرتے ہیں اور خود دلہن کی طرح جلوہ نمائی کرتے ہیں۔ لازمی بات ہے کہ اس سے فرد گناہ کرنے میں دلیر ہو جاتا ہے۔

اور جب اللہ کی ہدایت اور مرشد کامل و عامل کی صحبت

نصیب ہوتی ہے تو وہ عاقل بن جاتا ہے اور اس پر نگاہ رکھی جاتی ہے۔ اور وہ کئے ہوئے گناہوں پر نادم اور پشیمان ہو جاتا ہے۔

قلبِ اصحابِ شمال

اصحاب شمال کے دل کی صورت اور اس کی جہات اور اوصاف ایسے ہیں کہ یہ دل شیطان کا غارت شدہ ہوتا ہے اور اس کا ہدایت وعنایت کا راستہ تاریک اور گمشدہ ہے۔ خواہشات و ہوا و حرص اور گناہوں کی طرف کشاں کشاں کھنچا چلا جاتا ہے (اسی لئے اہل صوفیہ یہ دعا ہمیشہ کرتے رہتے ہیں۔

اللھم عافنا من کل بلاء الدنیا و عذاب الآخرہ

اے اللہ ہمیں دنیا کی تمام بلاؤں اور آخرت کے عذاب سے عافیت عطا فرما۔ آمین۔)

گویا اس قسم کے دلوں کو شیطان نے اپنی گرفت میں لے رکھا ہے۔ اس دل پر قرآن وحدیث اور تعلیمات مشائخ کی سمجھ کو گویا اللہ تعالیٰ کی طرف سے حرام قرار دیا گیا ہے۔ چنانچہ وہ جتنی بھی کوشش کرے گا عبادات واعمال میں کوئی لذت محسوس نہیں کرے گا اور اس پر ان کا ذرہ برابر اثر نہیں ہوگا۔ چنانچہ ایسے لوگوں کے بارے میں ارشاد ہوا ہے۔

اولئک کالانعام بل ھم اضل

یہ لوگ جانوں کی مانند ہیں بلکہ ان سے بھی گئے گزرے ہیں یعنی وہ جانوروں سے بھی بدتر ہیں۔

اللھم لا تجعلنا منھم آمین یا رب العالمین

(رسالہ اقسام دل)

فخر سالکین حضرت شیخ معز بدخشی لکھتے ہیں کہ قلب کی چار قسمیں ہیں۔

۱۔ "اجود" یعنی مؤمن کا دل

۲۔ "اسود" یعنی کافر کا دل

۳۔ "اغلف" یعنی منافق کا دل

۴۔ "مصفح" یعنی متردد کا دل

آپ نے اس تقسیم کو حدیث سے ثابت کیا ہے۔

(زبدۃ المناقب ص ۱۱۵)

حضرت رسول اللہ ﷺ ارشاد فرماتے ہیں کہ

قلوب العباد بین الاصبعین من اصابع الرحمان تقلبھا کیف یشاء

(زبدۃ بحوالہ ترمذی شریف و امام النووی)

ترجمہ۔ بندوں کے دل رحمان کے دست قدرت میں ہیں جس طرف چاہے انہیں موڑ دے۔

نیز قلب مؤمن کے بارے میں حدیث شریف میں آیا ہے کہ

لا یسعنی ارضی و لا سمائی ولکن یسعنی فی قلب المؤمن

یعنی میں نہ زمین میں سما سکوں گا اور نہ آسمان میں لیکن میں مؤمن بندے کے دل میں سما جاؤں گا۔

قرآن مجید میں کافروں کے متعلق موت غیر احیاء فرمایا ہے یعنی وہ لوگ جو کفر کی بدولت مردہ ہیں۔ کیونکہ گمراہی، جہالت اور غفلت کی وجہ سے ان کا دل مردہ ہے اگرچہ بظاہر دیکھنے میں تو یہ زندہ ہیں لیکن دل ملکوتی فیوض کے اترنے کی جگہ اور جبروتی صفات کا حامل ہے جب یہ مردہ رہے تو گویا سارا جسم مردہ ہے۔

فی قلوبھم مرض فزادھم اللہ مرضاً

ان کے دلوں میں مرض ہے اور اللہ تعالیٰ ان کے مرض میں اور اضافہ فرماتا ہے۔

یہ منافقوں کا دل ہے جو ہلاکت خیز بیماریوں مفلوج کن علتوں اور سرکشیوں میں مبتلا ہے۔ اس لئے قرآن نے فرمایا۔

ولکن تعمی القلوب التی فی الصدور

یعنی اہل ضلالت اندھے نہیں ہیں لیکن ان کا دل جو ان کے سینے میں ہے وہ اندھا ہے۔

(رسالہ نوریہ از شاہ سید محمد نور حق)

قلب کے سات اطوار

حضرت غوث المتاخرین سید العارفین سید محمد نور بخش فرماتے ہیں۔

جامعاً لشعب الولایة کالاطوار القلبیة و الانوار الغیبة

ولایت کے تمام شعبوں کا جامع ہو دل کی جملہ کیفیتوں کے طور طریقے اور غیب سے نمودار ہونے والے تمام انوار کا علم رکھتا ہو۔

سطور بالا میں آپ الفقہ الاحوط میں باب امامت میں انسانی مراتب اور امامت کے لئے قابل و کامل کی پہچان پر بحث کرتے ہوئے ولی کامل کے اوصاف بتاتے ہیں اور اطوار دل کے متعلق اپنی دوسری عارفانہ تالیف رسالہ نوریہ میں ارشاد فرماتے ہیں کہ کاملین مرد جو زمانہ کے اسرار کے جامع اور مظہر ہیں یہ لوگ مرتبے میں مکاشفات، مشاہدات، مغیبات، حقائق توحید، علم الیقین، عین الیقین، اور حق الیقین میں کمال یافتہ ہوتے ہیں۔

(رسالہ نوریہ قلمی)

ان اشاروں کے بعد اطوار سبعہ قلبیہ کے متعلق حضرت نجم الدین ... اپنی کتاب میں لکھتے ہیں۔

... فرماتے ہیں کہ سالک جو صدق محبت اور جذب ارادت سے انسانی ... اور ... علمی امور سے نکل کر شریعت کے اعلیٰ منازل کی طرف ... رہتا ہے اور قانون ریاضت و مجاہدہ کی روشنی میں خود کو متابعت سنت کے حوالے کرتا ہے اور اس طریقت میں اسے حجاب اور پردوں کا سامنا ہوتا ہے لیکن اسے ستر ہزار پردوں سے بھی انکشاف کا آغاز ہونے لگتا ہے اور اس مقام کے حالات سے اسے بڑی دلچسپی ہونے لگتی ہے اور سالک کے دل پر مختلف النوع انکشافات و واردات ہوتے ہیں۔ انھیں اطوار سبعہ قلبیہ کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔

سید العارفین غوث المتاخرین حضرت شاہ سید محمد نور بخش فرماتے ہیں کہ بنی نوع انسان کے دلوں میں بڑا فرق ہے۔ بعض مردہ ہیں وہ کافروں کے دل ہیں جس طرح آیت قرآنی اموات غیر احیاء (یہ مردہ ہیں زندہ ہونے والے نہیں) ان پر صادق آتی ہے۔ چنانچہ حدیث شریف میں بھی یہ مضمون اس طرح بیان ہوا ہے۔

ان لفی جسد ابن آدم لمضغة اذا صلحت صلح کل الجسد

بے شک ابن آدم کے جسم میں ایک لوتھڑا ہے جب یہ ٹھیک ہو جائے تو سارا جسم ٹھیک ہو جاتا ہے۔ اس سے مراد وہی دل ہے۔ جسم کی مملکت کی خرابی اور بگاڑ اور درستگی کا دارومدار دل کے تخت اور جسم کے بادشاہ روح کے ... بگاڑ پر موقوف ہے۔ انسان کو چاہئے کہ دل کی عمارت کی طرف اپنی تمام سعی اور کوشش کو مبذول کرے اور دل کو ایمان، علم اور معرفت الحقیقی جیسی حیات طیبہ سے زندہ کرے اور مرشد کامل جیسے طبیب حاذق کی مدد سے ذکر، عبادت، تقویٰ اور اطاعت کی دواؤں اور شربتوں کے ذریعے نفاق، دھوکہ اور تمام اخلاقی بیماریوں سے نجات حاصل کرے تاکہ فی قلوبھم مرض فزادھم اللہ مرضاً کے زمرہ سے حقیقی طور پر خلاصی حاصل ہو۔

(جاری ہے۔)

[illegible]

... یہ ... رکھنا واجب ہے کہ ہمارے نبی ﷺ معراج پر تشریف لے گئے اور آپ ﷺ نے عالم بالا کو عروج فرمانے کے لائق و مناسب جسم کے ساتھ جو کہ ایک انتہائی خفیف و لطیف اکتسابی جسم ہے آسمانوں کو عبور فرما کر معراج پر آپ کے تشریف لے جانے کا واقعہ آسمانوں کے دروازے کھول جانے کے ساتھ ہوا۔ اس سے فرق و التیام (آسمانوں کے پھٹنے اور جڑنے) کا مسئلہ لازم نہیں آتا۔

اور حضرت شاہ سید محمد نور بخش فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ایک رات رسول کریم ﷺ کو مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک جس کی دوری اور مسافت اسی مقدار پر ہی ہے، لے گئے۔ جو شخص اس بات کا منکر ہو وہ کافر ہے۔

(رسالہ معراجیہ)

(جاری ہے)

فقہی مسائل

آپ کے مسائل اور ان کا حل

ابو العرفان علامہ محمد بشیر

اس عنوان کے تحت قارئین کے سوالات کے جوابات مجموعہ شریعت محمدیہ کی روشنی میں دیے جاتے ہیں۔ زیر نظر شمارے کے لئے جن سوالات کا انتخاب کیا گیا ہے ان کی تفصیل کچھ یوں ہے۔

سوالات

سوال نمبر ۱۔ غلام محمد نیا قتش والے کی طرف سے ہند ڈبوں میں مچھلی کے گوشت کے بارے میں پوچھے گئے سوال کے جواب کی مزید وضاحت کیجئے۔

سوال نمبر ۲۔ عام شاہراہوں میں مردوں کے ماتمی جلوس کے ساتھ ساتھ دستہ کی صورت میں خواتین کی نوحہ خوانی معہ سینہ کوبی کیسی ہے؟

سوال نمبر ۳۔ مشہور گناہگار امام کی توبہ گزاری سے وہ عامل امام متصور ہو سکتا ہے؟

سوال نمبر ۴۔ کیا علم جفر اور رمل کا سیکھنا جائز ہے؟

سوال نمبر ۵۔ کیا مریض کے لئے خون کی خرید و فروخت جائز ہے؟

سوال نمبر ۶۔ ماہ رمضان میں دن کے وقت طاقت کا انجکشن لگوانا کیسا ہے؟

جوابات

جواب نمبر ۱۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ط

ہند ڈبوں میں موجود صرف مچھلی کے گوشت کے بارے میں پوچھا گیا تھا چنانچہ مچھلی کے بارے میں جواب شائع کیا گیا۔ آپ کے خط سے پتہ چلا کہ ہند ڈبوں میں مچھلی کے علاوہ دیگر حرام گوشت جانوروں کے گوشت بھی آتے ہیں۔ تو اس کے بارے میں مزید وضاحت کی جاتی ہے کہ ہر ہوشیار اور تجربہ کار فرد کیلئے یہ معلوم کرنا کوئی چنداں مشکل کام نہیں کہ ڈبے میں موجود گوشت مچھلی کا ہے یا کسی اور جانور کا۔ کیونکہ مچھلی کے گوشت اور دیگر جانوروں کے گوشت میں نمایاں فرق پایا جاتا ہے۔ معمولی شعور والا بھی جان سکتا ہے کہ ڈبے میں موجود گوشت مچھلی ہی کا گوشت ہے یا کسی اور جانور کا۔ لہذا اگر ڈبوں میں مچھلی کے علاوہ دیگر حرام جانوروں کے گوشت بھی آتے ہوں تو ان حرام جانوروں کے گوشت والے ڈبے میں موجود گوشت کا استعمال اور کھانا شرعاً حرام ہی ہوگا۔ آپ کے لئے ضروری ہے کہ آپ ڈبے میں موجود گوشت کے بارے میں مکمل تحقیقات کریں اور مچھلی کے گوشت کا یقین ہو جائے تو اسے خریدیں۔ اگر کسی حرام گوشت جانور مثلاً چھپکلی، گلہری، کچھوا، مینڈک، سانپ، بلی، چوہے وغیرہ کے گوشت کا یقین ہو جائے تو مت خریدیں۔ یہ خریدنے

والے مسلمان کا کام ہے کہ وہ بلا کسی تحقیق کے کوئی ذبح گوشت کا نہ خریدیں۔

جواب نمبر ۲۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم

اہل صوفیہ نور بخشیہ کے بزرگان دین کے نزدیک ماتم کرنا در حقیقت ذکر اہل بیت کا حصہ ہے جو عبادات کے زمرے میں آتا ہے اور عبادات کی بجا آوری مساجد اور خانقاہوں میں کی جاتی ہے۔ سڑکوں اور گلیوں میں ماتمی جلوس کی صورت میں گشت کرنا شریعت محمدیہ کی رو سے ذکر اہل بیت کا حصہ قرار نہیں پاتا ہے یہ کام عبادت گاہوں تک محدود رکھنا باعث ثواب ہے۔ شرعی حدود کو پھلانگنے کی صورت میں نہ مردوں کے لئے اس کا جواز ملتا ہے نہ عورتوں کیلئے۔ عورتوں کے لئے پردہ کرنا شرعاً واجب ہے۔ دستہ کی صورت میں نوحہ خوانی اور سینہ کوبی ان کے حق میں سراسر ناروا ہے۔ پیغمبر رحمت علیہ الصلوۃ والسلام اور ائمہ طاہرین علیہم السلام کی عملی زندگی کو مشعل راہ بناتے ہوئے ہمارے لئے ماتم کی شرعاً جائز صورتوں پر عمل کرنا ضروری ہے اور فیشن ایبل طریقوں سے یکسر کنارہ کش رہنا مؤمن کا شیوہ قرار پاتا ہے۔

جواب نمبر ۳۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم

اگر کسی امام مسجد کا گناہگار ہونا پایۂ ثبوت کو پہنچ چکا ہو اور اس کے گناہ کا تعلق صرف حقوق اللہ سے ہو حقوق الناس سے تعلق رکھنے والا کوئی جرم اس سے سرزد نہ ہوا ہو اگر حقیقی معنوں میں اپنے کئے پر پشیمان ہو کر صدق دل سے توبہ گزاروں میں شامل ہو جائے تو اس کی حقیقی توبہ گزاری کے نتیجے میں وہ پھر سے عادل فرد متصور ہو سکتا ہے۔ کیونکہ توبہ کرنے کی وجہ سے توبہ گزار مکمل بے گناہ فرد کی طرح بن جاتا ہے۔ اگر اس کا توبہ کرنا صرف دکھاوے کی غرض سے ہو تاکہ اس کا عیب پوشیدہ رہے اور توبہ کی آڑ میں وہ لوگوں میں عادل امام قرار پائے وہ خفیہ طور پر گناہ کا مرتکب رہتا ہو تو یہ اس کے لئے وبال جان ہے۔ شریعت ظاہر پہ حکم لگاتی ہے باطنی احوال کا کھوج لگانا لوگوں کی ذمہ داری نہیں ہے۔ لہذا آپ اس کی ظاہری توبہ گزاری کی بنا پر اس کی امامت نماز کی پیروی کر سکتے ہیں۔ اس میں شرعاً کوئی اشکال نہیں ہے۔

جواب نمبر ۴۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم

جی ہاں۔ نفس معلومات کے لئے ہر قسم کا علم سیکھنا روا ہے۔ لہذا علم جفر اور رمل سیکھنے میں کوئی اشکال نہیں ہے۔ بعض علم کا سیکھنا واجب قرار دیا گیا ہے مثلاً اگر کوئی شخص تقدیر الٰہی پر اعتقاد نہ رکھتا ہو تو ایسے شخص کے لئے علم نجوم کا سیکھنا ضروری قرار دیا گیا ہے۔ تاکہ اس علم کے نتیجے تقدیر الٰہی پر اس کا اعتقاد پختہ ہو جائے جیسا کہ شاہ سید محمد نور بخش علیہ الرحمہ نے کتاب الاعتقادیہ میں اس کا تذکرہ فرمایا ہے۔

جواب نمبر ۵۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم

کسی ضرورت مند کو مفت خون فراہم کرنا باعث ثواب اقتصادی قربانی ہے۔ ایسا کرنا دوسروں کے لئے بھی ایک قابل تقلید مثال بن جاتا ہے۔ تاہم خون کی خرید و فروخت کا معاملہ بھی شرعاً روا ہے۔ انسان کسی مریض کو اپنا خون مفت بھی فراہم کرنے کا اختیار رکھتا ہے اور اپنے خون کی قیمت وصول کرنے کا بھی وہ مجاز ہے کیونکہ انسان کا خون اس کی اپنی قوت جسمانی کا موجب ہے۔ وہ اس اہم چیز کی قیمت بھی وصول کر سکتا ہے۔ لہذا مریض کے لئے خون کی خرید و فروخت والا معاملہ شرعاً ایک جائز معاملہ قرار پاتا ہے۔

جواب نمبر ۶۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم

ماہ رمضان میں دن کے وقت طاقت کا انجکشن لگوانا علاج و معالجے کی غرض سے ہو تو اس میں کوئی اشکال نہیں ہے۔ مطلب یہ ہے کہ کمزور، بیمار آدمی اپنی کمزوری کے باوجود روزہ رکھنا چاہتا ہو تو بذریعہ انجکشن قوت بخش دوا کا استعمال کر سکتا ہے۔ تاہم ایسے بیمار

باقی صفحہ نمبر ۱۹

اخبار التصوف

دنیائے تصوف کی خبریں

جی۔ ایچ۔ معروفی

تھگموس میں NYF کے زیر اہتمام جلسہ

١٦ اپریل ١٩٩٩ء کو تھگموس چھوربٹ میں NYF کے زیر اہتمام عید غدیر کی مناسبت سے ایک عظیم الشان جلسہ معروف شخصیت سید محمد کاظمی صاحب کے زیر صدارت منعقد ہوا جس میں سیکڑوں اہل تصوف نے شرکت کی۔ تلاوت کلام پاک کے بعد نعت رسول مقبول ﷺ قاسم، داؤد، شجاعت، عارف اور شکیل نے پیش کی۔ مدرسہ شاہ ہمدان سکردو کے طالب علم صوفی محمد حسین شکور نے اپنی تقریر میں نوجوان نسل کی دین سے آگاہی کی ضرورت پر زور دیا۔ این وائی ایف سحرہ کے نائب صدر غلام حسین نے حضرت علیؑ کی شان اقدس میں نذرانہ عقیدت پیش کیا۔ اخون محمد حسین بیون نے حضرت علیؑ کے حالات زندگی پر تفصیل سے روشنی ڈالی۔ سید محمد کاظمی صاحب سحرہ نے گلہائے عقیدت پیش کیے۔ اس کے بعد شکیل احمد اور ہمنوا نے ترانہ صوفیہ سنایا۔ مدرسہ شاہ ہمدان کے ہونہار طالبعلم غلام حسن پرتکی نے حضرت علیؑ کی شجاعت کا بیان کیا اور سید محمد اسحاق فرانو نے منقبت پیش کی۔

جلسے کی دوسری نشست کا آغاز صوفی محمد حسین شکور نے گلہائے عقیدت سے کیا سلطان علی صاحب نے این وائی ایف تھگموس کو شاندار جلسہ منعقد کرانے پر خراج تحسین پیش کیا۔ سید علی حسن مجلوی نے حضرت علیؑ کی امامت کے بارے میں حضور پاک کی حدیث شریف اور قرآنی آیات کا حوالہ دیا۔ نثار حسین نے بھی گلہائے عقیدت پیش کیے۔ بعد ازاں صدر جلسہ سید محمد کاظمی صاحب نے صدارتی خطبہ دیا۔ آپ نے این وائی ایف تھگموس اور تھگموس کے عوام کے مذہبی جذبے کو سراہا جنہوں نے نامساعد حالات میں جلسے کا انعقاد کیا۔ سید جلال الدین نے اپنی تقریر میں عید غدیر کی اہمیت اور نوربخشی عوام کو درپیش مسائل سے سامعین کو آگاہ کیا۔ این وائی ایف سحرہ کے قائم مقام جنرل سکریٹری حسن خان ڈیچو نے این وائی ایف سحرہ کی نمائندگی کرتے ہوئے این وائی ایف تھگموس کے ساتھ ہر ممکن تعاون کا یقین دلایا۔ اس کے بعد تقسیم انعامات کی تقریب ہوئی معززین نے مدرسے کے لئے امداد کے اعلانات کیے۔

یوسف علی رینچن

پریس سکریٹری این وائی ایف سحرہ

خانقاہ معلیٰ گلاب پور شیگر

بلتستان ایک دور افتادہ علاقہ ہونے کے باوجود اپنے دامن میں بہت سی عظیم عمارتیں رکھتا ہے جن میں صوفیاء کی خانقاہیں خصوصیت سے قابل ذکر ہیں۔ وجہ یہ ہے کہ یہ علاقہ صوفیاء کرام کی توجہ کا مرکز رہا ہے اور خصوصاً ممدوح اقبال حضرت سید علی ہمدانی المعروف شاہ ہمدان کا اس علاقے پر عظیم احسان ہے جنہوں نے علاقہ بلتستان میں اسلام کی روشنی پھیلانے کے ساتھ ساتھ اپنے ہمراہ لائے ہوئے ایرانی اور کشمیری کاریگروں کے ذریعے یہاں عظیم الشان مساجد اور خانقاہیں بھی تعمیر کروائیں۔ ان میں سے خانقاہ معلیٰ گلاب

پور شیگر قدیم ایرانی اور کشمیری طرز تعمیر کا لافانی شاہکار ہے۔ بزرگ بتاتے ہیں کہ اس علاقے میں ہمیشہ گرمیوں میں پہاڑوں سے سیلابی پانی آتا تھا مگر جب سے خانقاہ معلی تعمیر ہوئی یہ سلسلہ مستقلاً بند ہوا۔

خانقاہ معلی کا سنگ بنیاد سلسلۃ الذھب کے مشہور روحانی پیشوا حضرت میر یحییٰ نے ۹۱۱ھ میں اپنے دست مبارک سے رکھا۔ روایت ہے کہ خانقاہ معلی کی بنیاد رکھنے سے قبل آپ نے پورے گلاب پور کا چکر لگایا اور ایک غیبی اشارے کے تحت اس جگہ کا انتخاب کیا۔

جیسا کہ کہا گیا ہے کہ خانقاہ معلی گلاب پور کشمیری اور ایرانی فن تعمیر کا ایک شاہکار ہے۔ اس میں چوب کاری اور نقش نگاری کے انتہائی عمدہ نمونے ملتے ہیں۔ دیواروں میں پتھر کی جگہ لکڑی کے بلاک استعمال ہوئے ہیں جو اس زمانے میں عمارت کی مضبوطی کی ضمانت سمجھے جاتے تھے۔

خانقاہ معلی کی اندرونی پیمائش کچھ اس طرح ہے۔ محراب کی لمبائی ۸ فٹ ۵ انچ اور چوڑائی ۵ فٹ ۲ انچ ہے۔ دائیں بائیں ایک ایک روشن دان ہے جو کہ ۳ × ۷ فٹ ہے۔ خانقاہ کی اندرونی لمبائی ۳۸ فٹ ۶ انچ اور چوڑائی ۲۶ فٹ ۴ انچ ہے۔ اونچائی ۲۲ فٹ ۶ انچ ہے۔ اس میں ۷ عدد ستون استعمال ہوئے ہیں۔ ستونوں کی لمبائی ۲۲ فٹ اور موٹائی ۳ فٹ ہے۔ جو کہ اچھی قسم کی لکڑی سے بنائے گئے ہیں۔ خانقاہ کے اندر تین کھڑکیاں کھلتی ہیں جن کی لمبائی ۸ فٹ ۶ انچ اور چوڑائی ۶ فٹ ۴ انچ ہے۔

صوفیہ نور بخشیہ کی روایت کے مطابق خانقاہ معلی میں اعتکاف نشینی کے سترہ (۱۷) اعتکاف خانے بنائے گئے ہیں۔ جو کہ ۶ × ۵ فٹ ہیں۔ خانقاہ معلی کے اندر دیو ہیکل ستونوں کو دیکھ کر حیرت ہوتی ہے کہ ان بڑے بڑے ستونوں کو کہاں سے اور کیسے لایا گیا ہوگا لیکن خاصان خدا کے لئے یہ کوئی مشکل کام نہیں تھا۔ روایت ہے کہ لوگوں سے جب یہ ستون کھڑے نہ کئے جا سکے تو انہوں نے حضرت میر یحییٰ سے شکایت کی۔ آپ نے سب پیروکاروں کو جمع کر کے سماع کا اعلان کیا اور جب سب پر وجد طاری ہوا تو اس دوران آپ نے ستونوں کو کھڑا کرنے کا حکم دیا اور ستون بآسانی اپنی جگہ کھڑے ہو گئے۔ جبکہ ایک دوسری روایت کے مطابق آپ نے عقیدت مندوں کو حکم دیا کہ وہ چلے جائیں۔ رات کے اندھیرے میں آپ نے اکیلے ان ستونوں کو خانقاہ میں کھڑا کیا۔ صبح سب یہ دیکھ کر حیران ہوئے۔

علی ہادی تمنا
گلاب پور شیگر

وقت کا اہم ترین تقاضا

خانقاہ معلی کی عمارت پرانی ہو چکی ہے اور علاقے کے اہل نور بخشیہ اس کی مرمت کی فکر میں ہیں۔ اس سلسلے میں ایک نہایت اہم نکتے کی جانب اہل صوفیہ نور بخشیہ کی توجہ مبذول کرانا نہایت برمحل ہوگا۔

جیسا کہ سب اہل شعور و دانش جانتے ہیں کہ بلتستان کی قدیم خانقاہیں اور مسجدیں اہل صوفیہ کا اہم ترین روحانی و تاریخی اثاثہ ہیں۔ ان عمارتوں کے ساتھ ان کے عظیم المرتبت بزرگوں کی برکت اور ان کے عہد کا تقدس وابستہ ہے۔ یہ عظیم عمارتیں نہ صرف اہل نور بخشیہ کا تاریخی ورثہ ہیں بلکہ بین الاقوامی سطح پر بھی آثار قدیمہ کا گراں مایہ اثاثہ ہیں۔ یہی ہمارے شاندار ماضی کی نشانی اور ہمارے حال کی پہچان اور مستقبل کے تحفظ کی ضمانت ہیں۔ اس لئے ان عمارتوں کو اپنی اصلی شکل میں محفوظ رہنا ہمارے لئے زندگی اور موت کا مسئلہ ہے۔

یہ بات بجا ہے کہ وقت کے ساتھ ساتھ پرانی عمارتوں کی مرمت اور دیکھ بھال ناگزیر امر بن جاتی ہے مگر ضرورت اس بات کی ہے کہ ان عمارتوں کے قدیم فن تعمیر کے اعلیٰ نمونوں اور چوبکاری کے شاہکاروں کو اپنی اصلی حالت میں محفوظ رکھ کر عمارت کو مضبوط اور مستحکم بنایا جائے۔

بد قسمتی سے ماضی قریب میں یہ ریت چل پڑی ہے کہ ان عظیم عمارتوں کو جن کی تعمیر میں سیکڑوں ہزاروں اہل ہنر نے برس ہا

برس تک خون جگر کھایا ہے بوسیدہ کہہ کر یک لخت منہدم کیا جارہا ہے اور ان کی جگہ جدید نوعیت کی بے ہنگم عمارتیں کھڑی کی جارہی ہے۔ جدت پسندی کا یہ جنون ہمارے مذہبی تشخص کے لئے انتہائی مہلک ہے۔ اس لئے ہم امید کرتے ہیں کہ خانقاہ مذکور کے ساتھ یہ غیر دانشمندانہ سلوک دہرانے سے احتراز کیا جائے گا اور اس کی مرمت کے وقت اس کو اصلی حالت میں محفوظ کرنے کا اہتمام کیا جائے تاکہ اسلاف کی ارواح مطہرہ سے وابستہ خیر و برکت جو ان عبادت گاہوں کے در و دیوار میں محفوظ ہیں ہم سے چھن نہ جائے۔ اور ہم ہمیشہ اپنی روحانی تاریخی ورثے پر ناز کرتے رہیں۔

اسلام آباد میں عاشورہ محرم

ملک بھر میں عشرۂ محرم الحرام انتہائی عقیدت و احترام سے منایا گیا۔ اہل تصوف نے بھی حسب روایت سید الشہداء حضرت امام حسینؑ اور آپ کے بہتر جان نثار ساتھیوں کی شہادت کی یاد بڑی عقیدت اور احترام سے منائی۔ جامع مسجد صوفیہ نوربخشیہ اسلام آباد میں عاشورہ محرم کی مجالس سے مولانا غلام حسین نورانی نے خطاب فرمایا۔ آپ نے کہا کہ اگر ہم دنیا میں کفر و عصیان کے اندھیرے مٹا کر اسلام اور ایمان کی روشنی پھیلانا چاہتے ہیں تو ہمیں حضور اکرم ﷺ حضرت علی کرم اللہ وجہہ اور حضرات حسنین علیہم السلام کی زرین تعلیمات پر عمل پیرا ہونا ہوگا۔ حضرت امام عالی مقام نے اپنے اہل خاندان کو اللہ کی راہ میں قربان کرکے اور باطل کے سامنے ایک ناقابل شکست چٹان بن کر اسلام کی عظمت کو دوبالا کردیا ہے اور یہ جملہ اہل اسلام اور اہل عالم کے لئے مشعل راہ ہے

پیر سید محمد شاہ صاحب کے صاحبزادے اور بواعلی مرحوم غربوچنگ کے لئے فاتحہ خوانی

معروف صوفی بزرگ بواعلی غربوچنگ کا انتقال گزشتہ دنوں ہوا تھا۔ مرحوم کی روح کو ایصال ثواب کے لئے اسلام آباد میں مقیم خپلو غربوچنگ اور دیگر علاقوں کے نوجوانوں نے جامع مسجد صوفیہ نوربخشیہ میں چہلم کے موقع پر فاتحہ خوانی کا اہتمام کیا۔ جس میں اہل نوربخشیہ کی کثیر تعداد نے شرکت کی اور مرحوم کے ایصال ثواب کے لئے قرآن خوانی کی گئی۔ اس موقع پر انجمن محمدیہ بلتستانیہ صوفیہ نوربخشیہ اسلام آباد کے جنرل سکریٹری حاجی فاچو محمد امین صاحب نے مرحوم کی دینی خدمات کو خراج تحسین پیش کرتے ہوئے کہا کہ مرحوم نے اسلام آباد کی جامع مسجد میں بھی پہلے خطیب اور امام مسجد کی حیثیت سے اعلیٰ خدمات سر انجام دی تھیں۔ وہ اعلیٰ اوصاف کے مالک درویش صفت انسان تھے۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کو جوار رحمت میں جگہ عطا فرمائے۔

اس موقع پر انجمن محمدیہ بلتستانیہ اور حاضرین مجلس کی جانب سے پیر سید محمد شاہ صاحب کے جوان سال بیٹے کی وفات پر بھی گہرے رنج و غم کا اظہار کیا گیا اور مرحوم کے لئے فاتحہ خوانی کی گئی۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کو جوار رحمت میں جگہ عطا فرمائے اور لواحقین کو صبر جمیل کی توفیق عطا فرمائے۔

ہومیو ڈاکٹر ایم اے شاہد صاحب کو صدمہ

ادارۂ نوائے صوفیہ کے سرگرم کارکن اور ایڈیٹر مراسلہ جات ہومیو ڈاکٹر ایم اے شاہد کی جواں سال سالی گزشتہ دنوں مختصر علالت کے بعد اسلام آباد میں انتقال کر گئی۔ ان کی وفات پر متعدد شخصیات نے دلی تعزیت کا اظہار کیا ہے۔ ڈاکٹر صاحب نے تعزیت پرسی کرنے والوں کا بذریعہ نوائے صوفیہ شکریہ ادا کیا ہے۔

سانحہ ارتحال

موضع سرموں کے صوفی بزرگ حاجی روزی بقضائے الٰہی گزشتہ دنوں انتقال کر گئے۔ طالبعلموں پر ان کے احسانات کے اعتراف میں پرانے طلباء مولانا محسن صاحب، غلام مہدی صاحب ہیڈ ماسٹر بابو غلام مہدی، اخوند روزی علی، ماسٹر ذاکر حسین، اور غلام محمد مصطفیٰ نے ان کی خدمات کو زبردست خراج تحسین پیش کیا۔ اس موقع پر سرموں ترکری کے معززین نے مرحوم کے گھر جاکر

لواحقین سے اظہار تعزیت کیا اور مرحوم کی مغفرت کے لئے دعا کی۔
رپورٹر نواز آرش سرموں

اظہار تشکر

جناب ماسٹر محمد ابراہیم کی صاحبزادی اور میری اہلیہ کی وفات پر اراکین نوائے صوفیہ کے علاوہ اندرون وبیرون ملک مقیم سیکڑوں احباب اور مخلص دینی بھائیوں نے تعزیتی خطوط اور پیغامات بھیجے ہیں۔ ان سب کا فرداً فرداً شکریہ ادا کرنا ممکن نہیں ہے اس لئے نوائے صوفیہ کی وساطت سے تمام بھائیوں کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ اس غم فزا موقع پر وہ میرے شریک غم ہے۔ مولوی عبدالحمید

خپلو خانقاہ گرونگ

اظہار تشکر

ادارہ نوائے صوفیہ نے اپنے اشاعتی نظام کے فرسودگی کے باعث معطل ہو جانے پر اہل درد سے مالی تعاون کی جو پیش کش کی تھی جملہ مخلص نمائندوں نے اس پر صدائے لبیک بلند کرتے ہوئے نوائے صوفیہ کے سالانہ چندہ جات ہنگامی بنیادوں پر اکٹھا کر کے ارسال کئے جس کے باعث نوائے صوفیہ اپنے ناکارہ کمپیوٹر کی جگہ بصرف زر کثیر نیا PENTIUM - I کمپیوٹر حاصل کرنے میں کامیاب ہوا۔ اشاعتی نظام میں اس بہتری کی جھلک قارئین کو موجودہ شمارے کی خوبصورت کمپوزنگ میں ضرور نظر آئے گی۔ انشاء اللہ اگر مخلص دوستوں کا تعاون اسی طرح جاری رہے تو اراکین نوائے صوفیہ بھی تندہی اور جاں فشانی کے ساتھ اشاعت دین حق کا نیک مشن جاری و ساری رکھے گا۔ ادارہ نوائے صوفیہ اپنے مخلص نمائندوں کی عظیم خدمات کو تہ دل سے خراج تحسین پیش کرتا ہے اور امید کرتا ہے کہ آپ سب اس اہم ترین قومی جریدے کے ساتھ تعاون جاری رکھ کر پوری دنیائے میں احیائے تصوف اور اشاعت مسلک پاک صوفیہ نوربخشیہ کے کاز کو مزید تقویت بخشیں گے۔ ہمارے مخلص نمائندوں کے اسمائے گرامی اور ارسال کردہ رقوم کی تفصیل درج ذیل ہے۔

محمد الیاس صاحب نمائندہ سکردو	۷۵۰ روپے
محمد سلیم صاحب نمائندہ خپلو	۵۰۳۵ روپے
م۔ش سلیم اللہ صاحب	۱۵۹۵ روپے
الطاف حسین صاحب سکردو	۳۰۰ روپے
غ۔ن شاہین صاحب سعودیہ	۳۹۰۰۰ روپے
غلام مرتضیٰ و محمد سلیم نمائندہ کراچی	۸۲۲ روپے
موسیٰ علی حسرت صاحب خپلو	۲۰۰۰ روپے
انور صاحب نمائندہ نوائے صوفیہ گلگت	۵۲۲ روپے
جعفر علی صاحب ایڈووکیٹ	۱۰۰ روپے



میر قاسم شاہ کھرکونی کے پوتے سید سعادت جان مرحوم

ایک روحانی تحفہ

اہل تصوف کو خوشخبری دی جاتی ہے کہ ایکو سسٹم پر تیار کردہ آڈیو کیسٹ 'اوراد فتحیہ'، 'اوراد عصریہ' اور 'اوراد صبحیہ' حافظ ذاکر علی ثاقب کی آواز میں درج ذیل پتہ پر دستیاب ہے۔

حافظ ذاکر علی ثاقب
این ایل آئی سنٹر یونجی (IVV) گلگت

مولانا محمد ابراہیم فیضی کی صحتیابی

معروف عالم دین مولانا محمد ابراہیم فیضی جو علالت کے باعث پاکستان انسٹیٹیوٹ آف میڈیکل سائنس اسلام آباد میں زیر علاج تھے اب تیزی سے روبصحت ہیں۔ اسلام آباد میں احباب نے ان کی مکمل صحت یابی کے لئے دعائے خیر کی۔

سید العارفین لائبریری بلغار کی نئی انتظامیہ

مذکورہ لائبریری کا قیام ملی جذبہ کے تحت عمل میں لایا گیا ہے۔ لائبریری کی نئی انتظامیہ میں درج ذیل حضرات شامل ہیں۔

علی بھٹو۔ عبدالحامد۔ شیر حسین۔ داؤد علی۔ محمد اشرف زمان علی ساجد۔ عاشق حسین۔ اکبر خان۔ یوسف علی۔ منظور حسین۔ عابدین۔ ابراہیم۔ موسیٰ علی۔ نثار حسین۔ شیر علی اور محمد اشرف

شیر حسین جنرل سکریٹری

این وائی ایف بلغار کی تقریب حلف وفاداری

گزشتہ دنوں مدرسہ نصرت الاسلام غرخو کھا بلغار میں این وائی ایف بلغار غرخوکھا یونٹ کا سالانہ جلسہ ہوا جس کی صدارت مولوی محمد اسحاق صاحب نے کی اور چیرمین محمد حسین صاحب بلغار مہمان خصوصی تھے۔ اس موقع پر چیرمین محمد حسین نے تمام ممبروں پر زور دیا کہ اس نازک وقت میں ہمیں مذہب حقہ کے تحفظ اور ترقی کے لئے رات دن کوشش کرنی چاہیے۔ تقریب میں نئے عہدیداروں کا انتخاب بھی عمل میں آیا جن کے نام یہ ہیں

محمد حسین حسینی۔ صدر
شمیم اختر۔ جنرل سکریٹری
محمد حسین آزاد۔ سینئر نائب صدر
اسلم پرویز۔ نائب صدر
محمد اسحاق۔ فنانس سکریٹری
مظاہر حسین۔ جوائنٹ سکریٹری
افتخار علی۔ سکریٹری نشرواشاعت

افتخار علی تبسم
سکریٹری نشرواشاعت این وائی ایف غرخو کھا

بقیہ۔ قارئین کے خطوط

ہمیں اپنا محبوب رسالہ نوائے صوفیہ کافی انتظار کے بعد ملا۔ تمام قارئین رسالے کی آمد میں تاخیر کے باعث بہت پریشان تھے۔ احیائے تصوف کا یہ واحد علمبردار ہے جو کٹھن مراحل میں حق وصداقت کا علم بلند رکھتا ہے۔ رسالے کی مسلسل اشاعت کو یقینی بنانے کے لئے ہم اپنا تن، من، دھن قربان کرنے کو تیار ہیں۔

غلام محمد بسمل
منگھوپیر کراچی

ماہنامہ نوائے صوفیہ کے مستقل خریدار اور نمائندگان توجہ فرمائیں

۱۔ مستقل خریدار حضرات آئندہ خط وکتابت میں اور خصوصاً منی آرڈر بھیجتے وقت اپنا مکمل پتہ اور خریداری نمبر لکھنا نہ بھولیں۔ خریداری نمبر نہ لکھنے کے باعث ریکارڈ کو چیک کرنا انتہائی طویل اور پیچیدہ ہو جاتا ہے۔

۲۔ جن مستقل خریداروں کو دو رسالے موصول ہو رہے ہوں یا ان کا پتہ تبدیل ہوا ہو وہ ہمیں اس سے مطلع فرمائیں

۳۔ کچھ مستقل خریداروں کی جانب سے رسالہ نہ ملنے کی شکایت موصول ہوتی ہے۔ اس سلسلے میں آگاہ کیا جاتا ہے کہ ادارہ کی جانب سے ہر مستقل خریدار کو ہر ماہ رسالہ بھیجا جاتا ہے۔ اگر نہ ملے تو ڈاک کے متعلقہ حکام سے رجوع فرمائیں۔

۴۔ تمام مستقل خریداروں کے خریداری نمبر پتے کے ساتھ تحریر ہیں۔ اس نمبر کو ذہن نشین کر کے آئندہ خط وکتابت میں اسی کا حوالہ دیا جائے۔

۵۔ نمائندہ حضرات سے گزارش ہے کہ بقایا جات جمع کرتے وقت مستقل خریداروں سے ان کا خریداری نمبر پوچھ کر تحریر فرمائیں۔ ساتھ ہی نئے اور پرانے خریداروں کی الگ الگ فہرست ارسال فرمائیں۔

۶۔ نئے خریدار بننے کے خواہشمند منی آرڈر کوپن پر نئے خریدار ہونے کا تذکرہ کریں اور مکمل پتہ بھی تحریر فرمائیں۔

۷۔ جن مستقل خریداروں کا سالانہ چندہ ختم ہو گیا ہے انہیں ریمائنڈر جاری کر دیا گیا ہے اگر کسی نے سالانہ چندہ پہلے ہی جمع کروا دیا ہے تو اس ریمائنڈر کو منسوخ سمجھا جائے۔ اس سلسلے میں ہمارے نمائندے سے یا براہ راست ادارہ نوائے صوفیہ کو مطلع فرمائیں۔ یہاں بھی اپنا خریداری نمبر لکھنا نہ بھولئے۔

نشيد الأطفال

(اليرو العمرقان)

نحن أبناء الوطن — نحن أزهار الوطن

نحن أخيار الوطن — نحن أثمار الوطن

نحن آمال الوطن — نحن أمجاد الوطن

نحن حمّال الوطن — نحن عمّال الوطن

نحن طلّاب الوطن — نحن حفّاظ الوطن

ثورة علمية — في دراسات الوطن

نهضة فكرية — كلّ حين في الوطن

أرض باكستاننا — ليس مثلها وطن

ربّنا يسّر لنا — دفعنا عسر الوطن

ربّنا عجّل لنا — حفظنا عزّ الوطن

ربّنا دبّر لنا — كلّ ظلام الوطن

ربّنا قدّر لنا

ما الحيات في الوطن

آرہا ہے وہ انشاءاللہ میرا سالانہ چندہ وہ پہنچا دے گا اگر ایسا نہ ہو سکا تو ڈرافٹ ارسال کروں گا۔

کاچو فدا حسین نثار گو عمان

نوائے صوفیہ احیائے تصوف اور اتحاد بین المسلمین کا علمبردار ہے۔اس کے ذریعے سے دینی تعلیمات سے حقیقی معنوں میں آگاہی حاصل ہوتی ہے۔

محمد باقر خیال براہ

اتحاد بین المسلمین کے داعی نوائے صوفیہ کا ہر مضمون دلچسپ اور معیاری ہے۔اس سے شرقاً غرباً ہماری دینی تعلیمات کے چراغ روشن ہوتے ہیں۔قبلہ علامہ صاحب کی خدمت میں ہدیہ عقیدت پیش ہے۔

نثار حسین انصاری خپلو

نوائے صوفیہ کا سالانہ چندہ ارسال کیا تھا لیکن رسالہ آنا بند ہو گیا ہے۔میرا خریداری نمبر ۰۰ ہے۔برائے مہربانی رسالہ ارسال کریں۔

فدا علی فیلڈ اسسٹنٹ
گلشن کبیر پھروا

نوائے صوفیہ کے لئے ایک سوال ارسال ہے۔جواب سے نوازیں۔

حاجی غلام حسن سکردو

ستمبر سے دسمبر تک کے شمارے نہیں ملے بہت پریشان ہوں۔برائے مہربانی ارسال کریں اور ایڈریس بھی درست کریں۔ایک سوال بھی ارسال خدمت ہے۔

سپاہی غلام مہدی شہبازی کھرکو

چند سوال ارسال خدمت ہیں جواب سے نوازیں اور رسالہ جاری کریں چندہ ارسال ہے۔

محمد ابراہیم براہوی لاہور

شاہ ہمدان سٹوڈنٹس فیڈریشن پاکستان سرک کی طرف سے سالانہ چندہ برائے نوائے صوفیہ ارسال خدمت ہے۔نوائے صوفیہ کے مالی بحران کی خبر سے بہت تشویش ہوئی۔انشاء اللہ ہم ہر طرح سے تعاون کرتے رہیں گے۔

صدر شاہ ہمدان سٹوڈنٹس فیڈریشن پاکستان

نوائے صوفیہ کا مستقل قاری ہوں۔رسالے کی گزشتہ تمام کاپیاں میرے پاس موجود ہیں۔محترم علی محمد ہادی نے نوائے صوفیہ سے متعارف کروایا تھا۔نوائے صوفیہ کی ترسیل میں تاخیر کی خامی دور کریں۔ایک مضمون ارسال ہے۔



اکبر جاوید ابدالی گلاب پور شگر

نوائے صوفیہ کی بڑھتی ہوئی مقبولیت اہل تصوف کی دعاؤں اور کارکنوں کی بے مثال کوششوں کا نتیجہ ہے۔دعا گو ہوں کہ یہ رسالہ مزید ترقی کرے۔

سپاہی علی حسین چھوارودی

نوائے صوفیہ شمارہ ۳۶ ملا۔سالانہ چندے کی وصولی کی رسید بھی ملی۔یہاں سے مساجد کی تصویریں ارسال کر رہا ہوں۔ایک سوال بھی ارسال خدمت ہے برائے مہربانی جواب سے نوازیں۔

محمد علی خان نوبراہ

نوائے صوفیہ نے ملت نوربخشیہ کو ایک پلیٹ فارم پر اکٹھا کرنے کے لئے جو کام کیا ہے آج تک کسی سے نہیں ہو سکا تھا۔
انٹرنیٹ پر رسالے کو متعارف کرانا ایک عظیم کارنامہ ہے۔جس سے مذہب حقہ کو بین الاقوامی شہرت ملی ہے۔براہوی صاحب کو خصوصی مبارکباد۔

محمد اقبال جاوید رسالپور

آپ حضرات کی بے لوث خدمات کو ہم کبھی فراموش نہیں کر سکتے۔نوائے صوفیہ پوری آب و تاب سے مقبولیت کے آسمان پر چمک رہا ہے۔اس رسالے کی وساطت سے انڈیا میں مقیم نوربخشی بھائیوں سے بھی ہمارا رابطہ رہتا ہے انہیں میرا سلام پہنچے۔نوائے صوفیہ کو بند کرنے کی کوئی سازش ہم کامیاب نہیں ہونے دیں گے۔حسب توفیق چندہ ارسال خدمت ہے۔ملنے پر اطلاع دیں۔

نائب صوبیدار غلام محمد تھگس